رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۷۳ — ۲ مارچ ۱۹۵۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — ہست او خیر الرسل خیر الانام
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا — ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفت روزہ

اخبار پیغامِ صلح

ایڈیٹر دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۶ رجب سنہ ۱۳۷۴ھ – ۲ مارچ سنہ ۱۹۵۵ء | نمبر ۱۱

گرد و پیش (۹)

پاکستان کی ایک مسیحی انجمن کے صدر کا بیان بہ سلسلہ امتناع شراب نوشی :—

"اقلیتی فرقہ اس قدر شراب نوشی نہیں کرتا جس قدر خفیہ اور ظاہری طور پر ہمارے مسلمان بھائی کر رہے ہیں ...... میرے پاس اعداد و شمار موجود ہیں۔ تمام پرمٹ اقلیتی فرقہ کے لوگوں کے نام ہیں۔ لیکن آپ بلا کسی ہچکچاہٹ کے روزانہ لاہور کے شراب فروشوں سے بلا پرمٹ کے سینکڑوں بوتل خرید سکتے ہیں۔ شراب فروشی کے بادشاہ عجیب و غریب طریقوں سے کام لے رہے ہیں۔ اکسائز والوں کو خوش کر کے سب کام ہو سکتے ہیں...... اقلیتی فرقہ محض "شراب حرام ہے" کا لیبل لگا کر دھوکا دینا نہیں چاہتا ...... حکومت اپنے حالات سے مجبور ہو کر شراب جاری رکھے۔ لیکن جہاں تک اقلیتی فرقہ کا تعلق ہے تو ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ شراب کی دوکانوں کو فوراً نذر آتش کر دیا جائے قربانی تو اسے کہتے ہیں جو اس کو پینا اپنا مذہبی فریضہ خیال کرے۔ درحقیقت اقلیتوں کی آڑ میں عادی اور پیدائشی پینے والوں کے مزے ہیں۔"

یہ بیان ایک لاہوری روزنامہ سے نقل کرتے ہوئے معاصر "صدق جدید" نے لکھا ہے :—

"غیرت اگر ہو تو ڈوب مرنے کے لئے مسیحیوں کے چلو کا یہ پانی کافی ہے! واقعات و حقائق اگر یہی ہیں تو مسلمان آبادی کہیں کی بھی ہو اس کے لئے یہ پورا تازیانۂ عبرت ہے۔ چہ جائیکہ ایسے ملک کی آبادی کے لئے جسے مسلم اپنا ہی ملک کہتے اور سمجھتے ہیں!"

فی الواقعہ یہ بہت ہی شرمناک بات ہے کہ مسلمان جن کے متعلق بڑے بڑے مسیحی پادریوں کو یہ اعتراف کرنا پڑتا تھا کہ جہاں جہاں وہ اسلام کی تعلیم لے کر گئے وہاں سے شراب نوشی کا استیصال ہو گیا، آج ان کے متعلق مسیحیوں ہی کو یہ شکایت ہے کہ وہی سب سے بڑھ کر شراب کے دلدادہ ہیں، کیا حکومت پنجاب مسیحی صدر کے اس بیان کی طرف توجہ کرے گی؟

پاکستان سٹیٹ بنک کے گورنر مسٹر عبدالقادر نے تاجروں کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے یہ افسوسناک انکشاف کیا ہے کہ بہت سے پاکستانی تاجروں نے غیر ممالک سے درآمدی لائسنسوں کے تحت کروڑوں روپیہ زرمبادلہ غیر ممالک کو بھجوا دیا اور حکومت کو دھوکہ دینے کے لئے انہوں نے غیر ممالک کی فرموں سے بڑی بڑی پیٹیوں میں پتھر اور شیشے کی بوتلوں میں لال رنگ کا پانی درآمد کیا۔ مسٹر عبدالقادر نے ایسے فریب کار تاجروں کے خلاف سخت کارروائی کی دھمکی دی ہے۔ مسلمان تاجروں کی ان فریب کاریوں پر سوائے اس کے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمداللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— گذشتہ جمعرات (۲۴ فروری) کو مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کی نویں جماعت کے طلباء نے میٹرک کے امتحان میں شریک ہونے والے دسویں کے طلباء کو الوداعی پارٹی دی، جس میں حضرت امیر، حضرت صاحب صدر اور جماعت کے دیگر بزرگ شامل تھے، تلاوت قرآن کے بعد نویں جماعت کے ایک طالب علم نے الوداعی تقریر کی، جس کا جواب دسویں کے ایک طالب علم نے دیا، اور اس کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب اور مولانا یعقوب خاں صاحب نے جو افسر تعلیم بھی ہیں طلباء کو چند نصائح کیں، اور اس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے وغیرہ سے کی گئی۔

— ہبلی (کرناٹک) سے محمد حسین صاحب کرعگی سیکرٹری جماعت لکھتے ہیں کہ یہاں انجمن کا کام خدا کے فضل سے چل رہا ہے، مولانا بردور صاحب اور دیگر احباب دیہات میں تبلیغی دورہ کرتے رہتے ہیں صرف کنڑی لٹریچر کی کمی ہے، حالانکہ اس وقت اس کی بہت ضرورت ہے یہاں ہر طرف بیداری ہو رہی ہے، کرناٹک امن کا علاقہ ہے یہاں ہندو مسلمان بھائی بھائی کی طرح رہتے ہیں، کبھی ہندو مسلم فساد یہاں نہیں ہوا، اکثریت رکھنے والے ہمارے دوست ہیں اور اسلام کے بہت قریب ہیں..... گورنمنٹ بھی ہماری حفاظت کر رہی ہے یہاں میدان بڑا وسیع ہے اور کام کرنے والوں کی ضرورت ہے ہم مزدور طبقہ کے لوگ ہیں تاہم فرصت کے وقت ملتا ہے کام کرتے ہیں، بردور صاحب بھی باوجود ضعیفی کے خوب کام کر رہے ہیں، کسی مبلغ کا یہاں آنا ضروری ہے، مولانا بردور صاحب "آئینہ حق نما" بجواب "ستیارتھ پرکاش" کا کنڑی ترجمہ کر رہے ہیں جو اکٹھا شائع کرنے کے بجائے تیس چالیس صفحات کی کتابوں کی شکل میں شائع کرنے کی تجویز ہے اور شروع مارچ سے حضرت امیر کے خطبات بھی ایک ایک کر کے اشتہار کی صورت میں شائع کئے جائیں گے۔

— ایک احمدی خاتون نے (جنہوں نے اپنا نام نہیں لکھا) اپنی تکالیف اور مصائب کا درد بھرا حال لکھا ہے، ان کے سوال کا جواب تو آئندہ اشاعت میں دیا جائے گا فی الحال احباب سے درخواست ہے کہ ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی مصائب کو دور فرمائے۔

— مولوی احمد یار صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ چوہدری فضل داد صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب علوی کی والدہ ماجدہ کئی دنوں سے بیمار ہیں، ہر دو بھائیوں کی درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

— کراچی میں ہمارے ایک بھائی فیروز الدین روحی کئی دنوں سے بیمار ہیں، اور احباب سے صحت کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔

اسلام کے دوسرے رکن زکوٰۃ کیطرف توجہ کی ضرورت

زکوٰۃ انجمن کے بیت المال میں آنی چاہیے (از سیکرٹری صاحب)

ماہ رجب عموماً زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے، اور عام طور پر مسلمان اس مہینہ میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، یہ مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اس لئے میں آپ کو اس ضروری فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اس موقعہ پر یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ جہاں تک قرآن کریم اور سنت نبوی سے پتہ لگتا ہے کوئی شخص اس بات کا مجاز نہیں کہ زکوٰۃ خود بخود جہاں چاہے دے دے بلکہ یہ ضروری ہے کہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع ہو، اور بیت المال کے ذریعہ مستحقین کو دی جائے۔ عام طور پر جو یہ دستور ہے کہ زکوٰۃ کے مہینہ میں مانگنے والے گھروں سے نکل پڑتے ہیں اور شہر بشہر زکوٰۃ مانگتے پھرتے ہیں اور دینے والے ان کو زکوٰۃ دے کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ زکوٰۃ ادا ہو گئی، یہ طریق صحیح نہیں۔ اس سے مسلمانوں میں گداگری اور بیکاری بڑھ رہی ہے۔ زکوٰۃ بھی اس طرح ادا نہیں ہوتی۔ قرون اولیٰ میں قرآن کے ارشاد کے مطابق حکومت کی طرف سے ایسے عامل مقرر کئے جاتے تھے جو زکوٰۃ وصول کر کے بیت المال میں جمع کرتے تھے، یہی سنت نبوی ہے، یہی خلفائے راشدین کا طریق ہے، اور اسی طریق پر عمل کرنے سے مسلمان قوم کی تمام قومی و ملی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں اور وہ دنیا و آخرت میں کامیاب اور سرخرو ہو سکتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ بھی اپنی زکوٰۃ اپنے قومی ادارہ یا بیت المال میں جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قائم کر رکھا ہے جمع کرائیں۔ انجمن تمام ان مصارف اور مدات پر اس روپیہ کو خرچ کرتی ہے جو قرآن کریم نے مقرر کئے ہیں۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

www.alahmadiyya.org

ہماری تبلیغی سرگرمیاں!

امام ووکنگ کے نام خط

ترِیوندرم (جنوبی ہند) ۲۵ دسمبر ۱۹۵۴ء

ڈیر جناب صاحب! میں ان فوٹو کی کاپیاں آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں جو میں نے نومبر میں لئے تھے جب میں مسجد دیکھنے آیا تھا اس وقت مجھے نماز جمعہ میں شرکت کا بھی شرف حاصل ہوا تھا، میں اس عظیم الشان کام سے جو آپ دنیا کے اس دور دراز مقام پر کر رہے ہیں بہت متاثر ہوا تھا اور میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کی مساعی کو استحقاق سے بڑھ کر کامیابیاں عطا فرمائے۔ میں ووکنگ کی زیارت سے بہت لطف اندوز ہوا اور آپ کے فیاضانہ سلوک کا میں بیحد شکر گذار ہوں۔

آپ کا مخلص۔ حسن میرکیہ

ایک متلاشیٔ حق کی درخواست

پنز۔ مڈل سیکس - ۹ جنوری ۱۹۵۵ء

جناب عالی۔ آپ سے مشورہ اور ہدایت حاصل کرنے کے لئے یہ خط لکھ رہی ہوں، میں ایک انگریز عیسائی ہوں، میری عمر ۲۴ سال ہے، کئی سالوں سے مجھے اپنے مذہب پر کوئی اعتبار نہیں رہا، کیونکہ اس میں کئی ایسی باتیں ہیں جن کو میں قابل یقین نہیں سمجھتی اور اس وجہ سے میرے دل میں بڑی اُلجھنیں پیدا ہوئی ہیں۔

بہت تھوڑا عرصہ ہوا ایک شریف آدمی میرے ہاں آ کر ٹھہرا تھا وہ ایک مسلم خاندان سے تعلق رکھتا ہے، ہم دونوں اس بارہ میں غور و بحث کرتے رہے، اس نے مجھے اسلام کے بارہ میں بتایا اور قرآن اور دیگر مذہبی کتابوں کے کچھ تراجم سنائے۔ مجھے یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اسلام کے متعلق مجھے کچھ اور پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ اتنے لمبے عرصہ سے خدا سے میرا کوئی تعلق نہیں رہا میں گم کردہ راہ ہوں۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ آخر کار یہی ایک مذہب ہے جس پر میں ایمان لا سکتی ہوں، مجھے ضرور خدا کی طرف واپس جانا چاہیئے اور میرا یقین ہے کہ اس کے لئے یہی ایک رستہ ہے۔ میں شادی شدہ ہوں اور میرے دو بچے ہیں گذشتہ تین سال سے اپنے خاوند سے الگ کر دی گئی ہوں، میری خواہش ہے کہ میرے بچے بھی اسی مذہب کو قبول کریں جو میرا مذہب ہو یعنے اسلام، اس لئے مہربانی فرما کر مجھے ہدایت فرمائیں کہ اس معاملہ میں مجھے کیا کرنا چاہیئے اور کیا میرا شادی شدہ ہونا اور خاوند سے الگ کر دیا جانا میرے مسلمان ہونے کی خواہش کو پورا نہ ہونے دے گا؟

آپ کی مخلص ایم چارڈ

پہلی مسلمان ہونے والی خاتون کے فرزند نرینہ کی ولادت (بقیہ کالم ۲)

مسز ممتاز رحیم سب سے پہلی خاتون ہیں جو امریکہ میں میرے ذریعہ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئی تھیں۔ ان کی چار لڑکیاں ہیں مگر لڑکا کوئی نہ تھا اور اس کے لئے وہ بڑی آرزو رکھتی تھیں، خود بھی دعائیں کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی دعا کرنے کی التجائیں کرتی تھیں ان کی تمنا آخر بر آئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹا عطا فرمایا۔ ان کی بڑی لڑکی نذیرہ نے یہ خوش خبری بذریعہ فون سنائی اور جلد یوبا سٹی (جو سان فرانسسکو سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے) پہنچنے کی درخواست کی تا کہ میں اذان دینے کی رسم ادا کروں، بارہ فروری کو صبح سات بجے میں بذریعہ موٹر روانہ ہوا اور ساڑھے بارہ بجے یوبا سٹی پہنچ گیا۔ لڑکے کا نام حسن رکھا گیا، ہم سب نے مل کر بچے اور اہل خانہ کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ اسی شب کو میں سان فرانسسکو واپس پہنچ گیا۔

(خاکسار۔ بشیر احمد منٹو)

امریکہ میں دو معزز خواتین کا قبول اسلام

میاں بشیر احمد صاحب منٹو کا مکتوب سان فرانسسکو سے

مجی مشفقی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور۔ پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

الحمد للہ کہ آخر ہماری دعائیں قبول ہوئیں اور جماعت کے بچھڑے ہوئے بھائی آپس میں مل گئے اور انہوں نے متحد و متفق ہو کر کام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ مجھے اس خبر سے کتنی خوشی ہوئی اور کس قدر میرا سر شرم سے جھکا ہوا سر فخر سے بلند ہو گیا۔ جن بزرگوں اور دوستوں نے ہمیں ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچا لیا وہ یقین جانیں کہ ان کے اس اقدام سے ان کی قدر و منزلت ہمارے دلوں میں بہت زیادہ بڑھ گئی اور دشمنوں پر رعب طاری ہو گیا۔ اور انہوں نے جان لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے، وہ تباہ نہیں ہو گی بلکہ ترقی کرے گی کیونکہ دین کی جس خدمت پر وہ مامور کی گئی ہے اس کے کئی مرحلے ابھی باقی ہیں۔

دو معزز خواتین کا قبولِ اسلام

جنوری ۱۹۵۵ء کے دو مہینے میں دو معزز عورتیں مشرف بہ اسلام ہوئیں ان میں سے ایک مسز ایلس بٹس ہیں جو بوپ ویل، ریاست ورجینیا کے ایک گورنمنٹ سکول میں معلمہ ہیں ان کے شوہر ڈاکٹر آف میڈیسن ہیں سنہ ۱۹۵۴ء کی گرمیوں میں وہ سان فرانسسکو تشریف لائیں۔ اور چرچ ڈائرکٹری میں مسلم سوسائٹی کا نام دیکھ کر انہیں خیال ہوا کہ وہ مجھ سے مل کر اس کی کیفیت معلوم کریں۔ چنانچہ ۱۶ مئی کو پہلی بار ہمارے ہفتہ وار جلسہ میں شریک ہوئیں اور اس کے بعد بڑی باقاعدگی سے ہمارے ہاں آنا شروع کر دیا۔ ان کا یہ شوق اتنا ترقی کر گیا کہ اپنے مکان پر بھی ہفتہ میں ایک بار میرا لیکچر کرواتیں، اکتوبر میں وہ اپنے وطن واپس چلی گئیں اور بذریعہ خط و کتابت تبادلۂ خیالات ہوتا رہا، آخر جنوری ۱۹۵۵ء میں انہوں نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا۔

دوسری معزز خاتون مسز لیٹانگ ہیں۔ ان کے شوہر امریکن نیوی میں انجینئر ہیں ان کے دو بچے ہیں جمیل عمر آٹھ سال اور جمیلہ عمر چھ سال۔ اگرچہ قبولیت اسلام کا اعلان انہوں نے حال ہی میں کیا لیکن اس کی محبت ان کے دل میں ایک مدت سے جاگزین تھی اور اس کا اظہار وہ اکثر کرتی رہتی تھیں۔ مسز بٹس کی حالت بالکل الگ تھی، وہ مذہباً پکی پروٹسٹنٹ عیسائی تھیں اور اپنے مذہب کی تبلیغ بھی کرتی تھیں۔ ابتدا میں جب وہ ہمارے ہاں آئیں تو اپنا بہت سا لٹریچر بھی اپنے ہمراہ لائیں اور میرے پاس پڑھنے کے لئے چھوڑ گئیں۔ بحث میں بھی وہ اپنے مذہب کی پرزور حمایت کرتی تھیں، کچھ عرصہ کے بعد ان کے خیالات میں تبدیلی آنی شروع ہوئی اور یہ تبدیلی اس حد تک پہنچ گئی کہ انہوں نے بغیر کسی ترغیب کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ مسز لیٹانگ کا دل مجھ سے ملنے سے پہلے ہی مسلمان تھا اور مسز بٹس کے لئے میں ایک ذریعہ بن گیا، حقیقت میں یہ اللہ تعالےٰ کی قدرت اور رحمت کے کرشمے ہیں، وہ جس کا دل چاہے ایمان سے بھر دے۔

ایک مسلمان کی وفات

سلطان علی میرے ایک عزیز دوست تھے۔ امریکہ میں ۵۰ برس سے مقیم تھے۔ سیکرمنٹو سے پچاس میل کے فاصلہ پر ان کی زمین تھی جہاں وہ چاول کی کاشت کرتے تھے، ایک مدت سے وہ دل کے عارضہ میں مبتلا تھے اور ان کی زندگی ان کے لئے ایک مصیبت بن گئی تھی۔ آخر یکم فروری کو اللہ تعالیٰ نے انہیں قید حیات سے آزاد کر کے تمام غموں سے نجات دے دی، ۴ فروری کو وہ قبر کی آغوش میں دے دیئے گئے۔ اس موقع پر مسلمانوں کا کافی اجتماع تھا، میں نے اس موقعہ پر فسادات پنجاب کی تحقیقاتی رپورٹ میں سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے تا کہ ان لوگوں پر اپنے علماء اور لیڈروں کی دینی اور اخلاقی حالت واضح ہو جائے اور وہ فتنہ سے بچیں۔ اور حق و صواب کی راہ اختیار کریں۔

(باقی کالم اوّل کے نیچے)

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ———— مؤرخہ ۲ر مارچ ۱۹۵۵ء

سنتِ نبوی اور مسلمان

"طلوع اسلام" کا پھیلایا ہوا فتنہ بعض ایسے حلقوں میں بھی پہنچ چکا ہے جو تعلیمیافتہ ہونے کے باوجود اسلام سے پوری واقفیت نہیں رکھتے اور ملاؤں کی تنگ خیالیوں اور چیرہ دستیوں سے بیزار ہو کر اپنی پناہ کی جگہ ڈھونڈنا چاہتے ہیں، جہاں مغربیت کے رنگ میں رنگا ہوا اسلام انہیں مل جائے یہ لوگ "طلوع اسلام" کے پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ملاؤں کے پیدا کئے ہوئے فتنہ اس چیز کو ؟ نتے کا نتیجہ ہیں جس کو سنتِ نبوی کا نام دیا جاتا ہے اور فی الحقیقت اسلام سنتِ نبوی سے الگ کوئی اور چیز ہے۔

اس قسم کی ایک آواز "پاکستان سٹینڈرڈ" نے بلند کی ہے، جو آل پاکستان مسلم لیگ کا آفیشل آرگن ہے، اس اخبار کی عنانِ ادارت اس شخص کے ہاتھ میں ہے جو اس سے قبل سول اینڈ ملٹری گزٹ کراچی کا ایڈیٹر تھا اور اس زمانہ میں اس نے اس خیال کا بھی اظہار کیا تھا کہ قرآن نے شراب کو حرام قرار نہیں دیا اور خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں شراب نوشی ممنوع نہ تھی، اس وقت اس آواز کے اُٹھنے پر مسلمانوں کی طرف سے شدید احتجاج کیا گیا، جس پر اسے سول سے الگ ہونا پڑا اور آج دہی صاحب "پاکستان سٹینڈرڈ" کی عنانِ ادارت سنبھالے ہوئے بیٹھے ہیں، اور بجائے اس کے کہ وہ اسلام کا از خود مطالعہ کر کے صحیح رستہ اختیار کرنے ادھر ادھر کی باتیں سن کر اور "طلوع اسلام" کے غلط پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر انہوں نے سنتِ نبوی پر خطرناک حملہ کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ قرارداد مقاصد میں قرآن کے ساتھ "سنت" کا لفظ شامل کیا گیا تو اس سے ملا راج کی ابتدا ہو گئی، اور "یہ تجدد پسندوں کے لئے موت کا پیغام تھا" پھر وہ لکھتے ہیں کہ:

"یہ سنت ہی تھی جس نے اسلام کے ابتدائی جمہوری مزاج میں بگاڑ پیدا کیا، یہ سنت ہی تھی جس نے مسلمانوں کو متعدد فرقوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کی وحدت کو پارہ پارہ کیا، یہ سنت ہی تھی جس نے بنو امیہ اور بنو عباس کے عہد میں مذہبی لوگوں کو غیر معمولی اہمیت دلوائی، یہ سنت ہی تھی جس نے دولتِ عثمانیہ کو ناقابلِ علاج (مریضوں) کی آماجگاہ بنادیا، کوئی دو ماہر رسول صلعم کی روایات کی تعبیر کے بارہ میں متفق ہو سکتے۔"

ان فقرات میں سنتِ نبوی کی کس قدر تضحیک و توہین کی گئی ہے، حالانکہ لکھنے والے کا منشا وہ روایات ہیں، جو احادیث میں اسلام کے ابتدائی جمہوری مزاج کے خلاف راہ پا گئی ہیں، افسوس کہ آج مسلمانوں سے اکثر تعلیمیافتہ حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں سمجھتے اور انہیں معلوم نہیں کہ سنت ان اعمال و افعال کا نام ہے، جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی نے امت کے لئے بطور نمونہ چھوڑے اور ساڑھے تیرہ سو برس سے علی التواتر امت میں ان پر عمل ہوتا چلا آرہا ہے، مثلاً نماز پڑھنے کا طریق، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا مفہوم اور اس پر عمل یا اور ایسے اعمال جو تواتر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک پہنچتے ہیں، ان کا نام سنت ہے، ظاہر ہے کہ ان اعمال میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والی ہو، سوائے ان فروعی باتوں کے جن میں نماز کے اندر ہاتھ باندھنے، رفع یدین کرنے، آمین بالجہر کہنے میں اختلاف پایا جاتا ہے اس قسم کی فروعی باتیں بے شک بڑے بڑے فتنوں کا موجب بھی ہوئی ہیں، لیکن یہ محض ملاؤں کی تنگ نظری کا نتیجہ ہے کہ ایک طریق کو اختیار کر کے دوسرے کو ناجائز اور موجب کفر قرار دے دیا، سنت نے ان میں سے کسی کو بھی ناجائز قرار نہیں دیا اور یہ تمام افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہیں، ملاؤں کی تنگ خیالیوں اور چیرہ دستیوں کا ذمہ دار سنت کو ٹھہرانا اور یہ کہنا کہ سنت سے فتنہ و فساد پیدا ہوا ہے لہذا اس کو ترک کر دینا چاہیئے کسی طرح جائز قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ اس سے دین کا کچھ باقی رہ جاتا ہے۔ ان سنت کے علاوہ احادیث کا وہ حصہ جو اخبار یا پیشگوئیوں سے تعلق رکھتا ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مشتمل ہے، ان میں بے شک ایسی بھی باتیں پائی جاتی ہیں جو قابلِ تسلیم نہیں سمجھی جا سکتیں اور بعض حالات میں وہ فتنہ کا موجب بھی ثابت ہوئی ہیں، یا ان کو فتنہ کا موجب ٹھہرا لیا گیا ہے

لیکن ایسی باتوں سے تمام احادیث پر پانی پھیر دینا یا ان کو سنت کا نام دے کر یہ کہنا کہ سنت مسلمانوں میں فتنہ و افتراق کا موجب ثابت ہوئی ہے کہاں کی دانشمندی ہے۔

مسلمانوں میں بے شک بڑے بڑے فتنے نمودار ہوئے، متعدد فرقے اور فرقے در فرقے بھی ان میں بنے، اور مذہبی لوگوں نے غیر معمولی اہمیت حاصل کر کے امت میں فتنہ و فساد کو فروغ بھی دیا، لیکن ان فتنوں کی اصلاح کسی نے بھی اس رنگ میں نہیں کی کہ احادیث یا سنت کو موجب فتن ٹھہرا کر ان سے دستبرداری حاصل کر لی جائے۔ بہت سے ربانی لوگ اس امت میں گزرے ہیں، جنہوں نے ایسے فتنوں کی اصلاح کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں، اور بڑے بڑے دکھ اور تکالیف برداشت کر کے ان کی اصلاح کی کوشش کی، لیکن ان میں سے کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ ان تمام فتنوں کی جڑ احادیث یا سنت ہے اور اس لئے اس کو ترک کر دینا چاہیئے، سنت کو تو وہ ان فتنوں سے بالا ہی سمجھتے تھے، لیکن حدیث کے متعلق انہوں نے یہ اصول بنا دیا کہ اس کا حقیقی معیار قرآن کریم ہے، جو حدیث تمہیں قرآن کے مطابق نظر نہ آئے، کوشش کرو کہ اس کی تاویل قرآن کے مطابق ہو سکے تو کر لی جائے، اور اگر یہ ناممکن ہو تو اسے قول رسول نہ سمجھتے ہوئے ترک کر دو، یہ وہ معیار تھا جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر آئمہ نے امت کو فتن سے بچانے کے لئے تجویز کیا، بلکہ اپنے متعلق انہوں نے یہ کہا کہ اگر ہمارا کوئی قول یا فتوے تمہیں قرآن اور صحیح حدیث کے مطابق نظر نہ آئے تو اسے دیوار کے ساتھ مار دو، ان لوگوں اور حدیث کی جانچ پڑتال کرنے والے دیگر آئمہ نے امت کو تفرقہ اور فتنہ و فساد سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ ملاں کی تنگ خیالی ہی نہیں، جاہ پرستوں کی ہوس رانیوں نے بھی کلام اللہ اور کلام رسول کی غلط تاویلات سے فتنہ و فساد کو ہوا دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، یہ خیال کہ سنت نے اسلام کے ابتدائی جمہوری مزاج کو بگاڑا قطعاً صحیح نہیں، سنت یا احادیث ہی نہیں، فتنہ پردازوں نے خود کلام اللہ سے ایسے ایسے استدلال کئے اور ان کی بناء پر امت کے اندر فرقہ بندیاں قائم کر کے وہ وہ فتنہ و فساد برپا کئے کہ عقل حیران ہوتی ہے، پھر کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ قرآن پر ان فتنوں کی بنیاد رکھی گئی اس لئے کتاب اللہ ہی کو چھوڑ دینا چاہیئے؟ غور کیجئے اس قسم کا طریق اختیار کرنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جائے گا، کیا طلوع اسلام کی تحریک خود فتنہ کا موجب نہیں، پھر کیوں نہ اسی کو ختم کر دیا جائے۔

امت کو فتنہ و فساد سے بچانے کی ایک ہی راہ ہے، جو حضرت امام وقت نے تجویز کی، وہ یہ ہے کہ ہر شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا قائل ہے خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو، اس کو مسلمان سمجھا جائے اور ان کی تکفیر ہرگز نہ کی جائے، **فتنہ و فساد کی اصل جڑ فتنہ تکفیر ہے، اس کو جب تک ختم نہ کیا جائے گا اس وقت تک مسلمانوں میں امن اور اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا**، حکومت کو چاہیئے کہ اپنے دستور میں اس کو شامل کرے اور **مسلمانوں کی تکفیر کو قابلِ تعزیر جرم قرار دے اور ایسے لوگوں کو جو سنت** اور حدیث کو موجب فتنہ ٹھہرا کر اسلام کی تباہی کے درپے ہیں ایسے خیالات کی اشاعت سے روک دے کہ یہ سب سے بڑا فتنہ ہے جو آج مسلمانوں میں برپا کیا جا رہا ہے ؂

ایک تردید

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنی جلسہ سالانہ کی ایک تقریر میں اس زمانہ کے "الفضل" کی جب وہ خود ایڈیٹر تھے مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"انہی دنوں کی بات ہے مولانا ابوالکلام آزاد جیل میں تھے حکومت نے انہیں صرف ایک اخبار منگوانے کی اجازت دی اور ان سے پوچھا کہ کونسا اخبار آپ منگانا چاہتے ہیں انہوں نے باقی سب اخبارات پر "الفضل" کو ترجیح دی اور کہا کہ میرے لئے "الفضل" منگوانے کا انتظام کیا جائے۔"

میاں صاحب کا یہ بیان معاصر "صدق جدید" نے شائع کر کے اس پر حیرت کا اظہار کیا، اس پر مولانا کے پرائیویٹ سکرٹری محمد اجمل خاں صاحب کا حسب ذیل مکتوب "صدق جدید" کو موصول ہوا ہے:-

"یہ پڑھ کر میں نے مولانا سے حقیقت حال دریافت کی انہوں نے فرمایا کہ عمر بھر میں کبھی بھی ایسے اخبار کا جس کا نام الفضل ہو پڑھنے والا نہیں رہا ہوں اور یہ واقعہ بھی سرے سے غلط ہے کہ جیل میں مجھے صرف ایک اخبار کے منگوانے کی اجازت دی گئی۔ جب میں الیپور جیل میں قید تھا تو پانچ چھ انگریزی روزانہ اخبار میرے پاس آتے تھے علی پور سنٹرل جیل کلکتہ

(باقی صفحہ پر)

اخبار و افکار

یاجوج ماجوج کی جنگ

گذشتہ اشاعت میں ایٹمی ہتھیاروں کے متعلق روس اور امریکہ کے بلند بانگ دعاوی کا ذکر کیا گیا تھا جن میں دونوں ملکوں نے ان اسلحہ کی تیاری میں ایک دوسرے سے سبقت کا دعوے کیا ہے، اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان کے تیار کردہ ہائیڈروجن بم کرۂ ارض کی تمام مخلوقات کو ...... ہلاک کرنے میں اس قدر مؤثر اور نتیجہ خیز ہیں کہ دس ہائیڈروجن بم تمام نسل انسانی کو ہلاک کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ تہذیب جدید کی یہ ہلاکت آفرینیاں ان پیشگوئیوں کی یاد دلاتی ہیں جو کتب مقدسہ میں یاجوج ماجوج کی باہمی آویزش کے متعلق پائی جاتی ہیں اور جن میں روس کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس پر تباہی وارد ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ قرآن کریم نے نہایت مختصر الفاظ میں یاجوج ماجوج کی باہمی آویزش اور تباہی خیز سامانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون وہ وقت بھی آ جائے گا جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے، اور وہ اپنی ہلاکت آفرینیوں اور ہر قسم کے تباہی خیز سامانوں کی تیاری میں حد درجہ کی بلندی پر پہنچ جائیں گے، اور یہ بھی فرمایا ویموج بیومئذ بعضھم فی بعض اور ان میں باہم جنگ ہوگی اور ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے یاجوج ماجوج کی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان دونوں قوموں سے مراد روس اور انگریز ہیں جو تمام دوسری طاقتوں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کریں گے، امریکہ بھی انگریزوں ہی کی ایک شاخ ہے اور اس لئے اسے ماجوج کی قوم سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

دونوں قوموں کے حالات اور ایک دوسرے کے خلاف خطرناک ترین اسلحہ کی تیاریاں اور ہلاکت خیز سامانوں میں سبقت کے دعوے بتا رہے ہیں کہ ان کی باہمی آویزش قریب آ رہی ہے جو بہت ہی تباہی خیز ثابت ہوگی، اللہ تعالےٰ رحم کرے اور اپنی عاجز مخلوق کو ان کی ہولناک دستبرد سے بچا لے۔

صدر ترکی کا ورود

افسوس ہے کہ "پیغام صلح" کا یہ پرچہ اس وقت شائع ہوگا جب ترکی کے نامور صدر جلال بایار پاکستان کے مختصر دورہ کے بعد واپس جا چکے ہوں گے۔ تاہم ان کے ورود سے پاکستان اور ترکی کے رشتۂ اخوت میں جو استواری پیدا ہوئی ہے، اس پر ہم خوشی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یوں تو اس برصغیر کے مسلمانوں کو ترکی کے ساتھ ہمیشہ برادرانہ وابستگی رہی ہے اور ہر ایسے موقعہ پر جب ترکوں کو کسی مصیبت کا سامنا ہوا اس ملک کے مسلمانوں نے ان کی امداد میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ لیکن پاکستان کے قیام کے بعد دونوں مملکتوں کا رشتہ اور زیادہ مضبوط ہو گیا ہے۔ ایسے موقعہ پر دونوں ملکوں کے حکمرانوں کا ایک دوسرے کے ہاں جانا اور باہمی معاہدات سے ایک دوسرے کے شامل حال رہنے کا عزم بہت ہی مبارک اور لائق تحسین ہے اور ہمیں امید ہے کہ صدر جلال بایار کی آمد دونوں ملکوں کے لئے بہت سے فوائد و برکات کا موجب ثابت ہوگی۔

ترکی کی موجودہ حکومت جماعت احمدیہ کے نزدیک ایک اور لحاظ سے بھی قابل قدر ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ سلطنت حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے، اس وقت جب سابقہ ترکی حکومت کو اس کی کمزوریوں کی وجہ سے یورپ کی بڑی بڑی سلطنتوں نے "مرد بیمار" کا خطاب دے رکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی اس پیشگوئی کو جو پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک اور رنگ میں پوری ہو چکی تھی، دوبارہ آپ کی زبان پر دہرایا غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون رومی سلطنت (یعنے ترکی) قریب کی زمین میں مغلوب ہو گئی اور وہ اس مغلوبیت کے بعد دوبارہ غالب ہوگی، اس پیشگوئی کا نظارہ پہلی جنگ عظیم میں ہم نے دیکھا ترکی کا "مرد بیمار" انگریزوں اور یونانیوں کی شدید گولہ باریوں سے مغلوب ہو کر ختم ہی ہونے والا تھا کہ وہ مرد آہن اچانک میدان جنگ میں آ دھمکا، جس کے دلیرانہ اقدام اور شجاعانہ تدابیر نے جنگ کا نقشہ ہی بدل دیا جس کے نتیجہ میں من بعد غلبھم سیغلبون کا نظارہ دنیا نے دیکھ لیا، یہ مرد آہن مصطفےٰ کمال پاشا تھا جس نے ترکی کو دوبارہ زندہ کر کے دنیا کی قوی ترین سلطنتوں کے دوش بدوش لا کھڑا کیا، اسی کا جانشین یعنے سلطنت ترکی کا موجودہ صدر جلال بایار آج پاکستان سے دوستی اور رشتۂ اخوت کو استوار کرنے کے لئے ہم میں آیا ہے، اس کا دورہ جہاں اور بہت سے فوائد و برکات کا موجب ہے وہاں ہمیں مامور الٰہی کے اس زندہ نشان کی جو موجودہ ترکی سلطنت کے وجود میں پایا جاتا ہے یاد دلا کر ہمارے ایمانوں میں تازگی پیدا کرتا ہے، ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سلطنت کو تا ابد زندہ و سلامت رکھے، زیادہ سے زیادہ مضبوط کر دے اور اس کے وجود کو اسلام کی زندگی اور تابانی کا ذریعہ بنائے۔

شدھی کے محاذ پر

ایک ماہوار ادبی رسالہ "نقوش" نے اپنے ایک خاص نمبر میں (جو "شخصیات نمبر" کے نام سے شائع ہوا ہے) لکھا ہے کہ:-

"ایک زمانہ میں ہندوستان میں شدھی اور سنگھٹن کا زور ہوا، اسلام جہاں بھائی نرغہ میں گھرا ہوا نظر آتا تھا، مولانا ابوالکلام آزاد، خواجہ حسن نظامی، اور دیگر مسلمان رہنماؤں نے تبلیغ اسلام کے لئے شدھی محاذ کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا اور آغا حشر کو بھی اپنی جماعت کے ساتھ شرکت کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ انہوں نے نہایت خلوص اور انہماک سے اس طرف رجوع کیا اور تمام اکابر دین کی صف میں ان کے قلم پلہ بن کر تبلیغ اسلام کا کام کرنے لگے۔"

"نقوش" کا یہ بیان کس قدر غلط بیانیوں پر مشتمل ہے، اس کے لئے معاصر نوائے وقت (۸ار فروری) کے "حرف و حکایت" کو پڑھئے جس میں "نقوش" کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"شدھی اور سنگھٹن کی تحریک نے ۱۹۲۳ء اور ۱۹۲۴ء میں زور پکڑا، ان دنوں آغا حشر کلکتہ میں ڈرامے لکھ رہے تھے، کچھ عرصہ بعد وہ چوکھاری چلے گئے اور ۱۹۲۷ء میں واپس آئے .... نہ تو اس زمانہ میں کسی نے ان سے تبلیغ اسلام کے نیک کام میں حصہ لینے کے لئے کہا نہ انہوں نے حصہ لیا اور مولانا ابوالکلام آزاد تو کانگریس سے وابستہ تھے وہ اس قسم کی کسی تحریک میں کیونکر حصہ لے سکتے تھے، البتہ ڈاکٹر کچلو نے ان دنوں تنظیم کی تحریک ضرور شروع کی تھی، خواجہ حسن نظامی نے بھی اشتہاروں، اور پمفلٹوں کے ذریعہ تبلیغ کے کام میں ضرور حصہ لیا تھا"۔

یہ بالکل صحیح ہے، لیکن ہمیں حیرت ہے، کہ "نقوش" تو خیر پہلے ہی غلط فہمیوں کے چکر میں پھنسا ہوا تھا، لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ سند باز جہازی نے بھی تبلیغ کے کام کو سنبھالنے والی اس جماعت کا ذکر ضروری نہ سمجھا جس نے شدھی کے خلاف کامل جدوجہد اور پوری سرگرمی کے ساتھ کام کیا، اور جس کے مبلغین نے شدھی کے محاذ پر جا کر لکھوکھہا فرزندان توحید کو ارتداد سے بچایا اور آریہ سماجی مبلغین کو ایسی زک پہنچائی کہ آج تک انہیں سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی، یہ جماعت احمدیہ ہی تھی جس نے اس میدان میں کار ہائے نمایاں سرانجام دیئے اور اب بھی جبکہ شدھی کا غلغلہ ہندوستان میں از سر نو بلند ہو رہا ہے وہ مناسب طریق سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے، افسوس ہے کہ اس جماعت کے ساتھ دشمنی نے ہمارے آزاد منش صحافیوں میں بھی ایسے کھلے واقعات کے اعتراف کی جرأت باقی نہیں رہنے دی۔

ایک تردید (بقیہ صفحہ ۳)

میں گورنمنٹ کی طرف سے اسٹیٹسمین مجھے ملتا تھا۔ اور امرت بازار پترکا اور سرونٹ میں منگاتا تھا۔ احمد نگر قلعہ میں ابتداء میں .... بندش رہی، اس کے بعد جب بندش دور ہو گئی تو جتنے اخبار ہم چاہتے تھے وہ برابر ہمارے پاس آتے تھے۔ علاوہ بریں جیل میں مطالعہ کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ روزانہ اخبارات کا مطالعہ کیا جائے۔ وہاں اردو کے ایک ہفتہ وار یا ماہوار مذہبی پرچہ کے منگانے کا وہم و گمان بھی کسی کو نہیں ہو سکتا اور وہ بھی "قادیان" کا"......

افسوس ہے کہ ایک صاحب جو اپنے آپ کو اپنی جماعت کا امیر قرار دیتے ہیں۔ ایسی غلط اور بے پرکی بات اپنی

سب قوموں اور تمام رسولوں پر ایک ہی ہدایت خدا نے نازل کی!

"حلال اور طیب روٹی کھاؤ اور نیک اعمال بجالاؤ"

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵؍فروری ۱۹۵۵ء فرمودہ حضرت امیر مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الرّسل کلوا من الطیّبات و اعملوا صالحاً انی بما تعملون علیم...... ولدینا کتٰب ینطق بالحق وھم لا یظلمون -

(المؤمنون رکوع ۴)

حضرت نبی کریم صلعم کے منصب کی مشکلات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعوےٰ کرکے کہ میں تمام قوموں کے لئے پیغام لایا ہوں ایسے منصب کا اعلان کیا جس میں بہت بڑی مشکلات ہیں، عرب میں جو قریباً تمام دنیا سے منقطع شدہ ملک ہے،..... بیٹھ کر ایک شخص یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ میں تمام دنیا کے لئے رسول ہوکر آیا ہوں اور سب قوموں کی مشکلات کا حل میرے پاس ہے۔ یہ بہت بڑا دعوےٰ ہے، جس کو پورا کرنا معمولی بات نہیں۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت میں آپ نے یہ اعلان کردیا کہ الحمد للہ رب العالمین ہم اس خدا کی پرستش کرتے ہیں جو ساری قوموں کی پرورش کرتا ہے، اس نے سب قوموں کی طرف رسول بھیجے اور اب دنیا جہان کے لئے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

قوموں کا دینی اختلاف

تمام قوموں کی طرف پیغام لانے کا جب آپ نے دعویٰ کیا تو قومیں پوچھ سکتی ہیں، کہ جب تمام مذاہب ایک ہی خدا کی طرف سے ہیں، سب کی طرف خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی ہدایات آئیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ سب قوموں کے اندر مذہبی اختلاف پایا جاتا ہے، ہندو کا دین اور ہے مسلمان کا اور، عیسائی کا دین اور، یہودی کا اور، ایک خدا کی طرف سے ایک ہی ہدایت سب قوموں کی طرف آنی چاہیئے تھی، ایسی پیش آنے والی مشکلات کے متعلق فرمایا ولا یاتونک بمثل الا جئنٰک بالحق واحسن تفسیراً کوئی ایسا اہم سوال وہ پیش نہیں کر سکتے جس کا جواب ہم نے سچائی کے ساتھ نہ دیا ہو۔ اور اس کی وضاحت نہ کردی ہو۔

سب قوموں کی طرف ایک ہی ہدایت آئی

تو یہ سوال کہ سب قوموں کی ہدایت میں اختلاف کیوں ہے اس کا جواب اس آیت میں ملتا ہے یایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً، ہر پیغمبر کو ہم نے ایک ہی حکم دیا، سب کی طرف ایک ہی ہدایت نازل ہوئی، کہ حلال اور طیب روٹی کھاؤ اور نیک اعمال بجالاؤ، یہی حکم یہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے یایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً۔ اے ہمارے پیغمبرو! حلال اور طیب کھانا کھاؤ اور نیک اعمال بجالاؤ، یہاں سب پیغمبروں کو مخاطب کیا حالانکہ محمد رسول اللہ صلعم کے سامنے تو سب پیغمبر نہیں، مطلب یہ ہے کہ ہر ایک پیغمبر کو اس کے وقت میں ہم نے یہ حکم بھیجا تھا۔

حلال روزی تکمیل اخلاق کا ذریعہ ہے

نہ صرف امت کے لئے یہ حکم بھیجا گیا بلکہ رسول کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً حلال طیب روٹی کھاؤ اور نیک اعمال بجالاؤ، یہی تکمیل اخلاق اور ترقی کا حقیقی ذریعہ ہے۔ جس قوم سے حلال روزی گئی، وہ ہلاک ہوگئی، روحانیت اور اخلاق کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ تمہارے پیٹ میں حلال روزی جائے۔ بغیر اس کے نیک اعمال کی توفیق نہیں ملتی، نہ اخلاق درست ہو سکتے ہیں، فرمایا انی بما تعملون علیم جو کچھ تم کر رہے ہو میں اسکو جانتا ہوں، ہم سے تمہارے اعمال چھپے ہوئے نہیں انہ کان بعبادہ خبیراً بصیراً اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے اعمال سے خبردار ہے اور انہیں دیکھتا ہے۔

تمام انبیاء کا دین ایک ہے

وان ھٰذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون اے رسولو! تم سب ایک ہی قوم ہو اور میں تمہارا رب ہوں فاتقون ہمارے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا، ہم سے ڈر کر رہنا، تم سب کو بھیجنے والا خدا ایک ہے اور اس کی تعلیم بھی ایک ہی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الانبیاء اخوۃ من علات امھاتھم شتی ودینھم واحد انبیاء ایک دوسرے کے بھائی ہیں کیونکہ خدا انکا باپ ہے اس سے وہ ایک ہی تعلیم لائے ہیں امھاتھم شتی ان کی مائیں مختلف ہیں ودینھم واحد لیکن ان کا دین ایک ہے، اسی ایک دین رکھنے کی وجہ سے وہ بھائی ہیں، کیونکہ وہ ایک ہی سرچشمہ ہی ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

قوموں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ادیان بنا دیا

فتقطعوا امرھم بینھم زبراً لیکن ان کی قوموں نے جن کی طرف وہ ہدایت لائے تھے اپنے دین کو ادیان بنا لیا اور قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، اللہ کی توحید کا مقصد تو یہ تھا کہ قوموں میں وحدت پیدا ہو، لیکن اس کھلی ہدایت کے باوجود انہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، فتقطعوا کا لفظ شدت ومبالغہ کے لئے ہے، حالانکہ قطعوا کافی تھا، لیکن ایسا باب استعمال کیا جس میں شدت پائی جاتی ہے، مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دین کے بے شمار ٹکڑے کر دیئے دین کو ادیان بنا دیا اور اس طرح قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

ہر قوم اپنے دین پر نازاں ہے

کل حزب بما لدیھم فرحون ہر ایک ٹکڑا نازاں ہے کہ ہمارا ہی اعتقاد اچھا ہے اور ہم ہی خدا کے پیارے ہیں، عیسائی کہتے ہیں کہ ہمارے اس دائرہ سے باہر جو بھی اعتقاد رکھتا ہے وہ جہنمی ہے اور صرف ہم ہی بہشت کے مالک ہیں، ہم ہی نجات یافتہ ہیں، یہودی کہتے ہیں خدا کے پیارے ہم ہیں اور ہم کو دوزخ کی آگ چھو نہیں سکتی، اور دوسرے دینوں کی تو کوئی بنیاد ہی نہیں، ہندو کہتا ہے میری زمین پرماتما کی ہے، اسی دھرتی پر خدا نازل ہوا ہے اور باقی تمام دنیا خدا سے دور ہے۔

سب رسولوں کو توحید باری کی تعلیم

ان حالات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب بہت مشکلات سے گھرا ہوا ہے کہ سب قوموں کا خدا اگر ایک ہے تو سب کے اعتقاد اور ہدایات کیوں مختلف ہیں آپ نے اس کا یہی حل بتایا کہ مختلف قوموں میں جو رسول آئے ان سب کی تعلیم ایک تھی چنانچہ فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا ھو لیکن اختلفوا ما جاءتھم البینٰت علم حاصل کرنے کے بعد ان کی قوموں نے اختلاف کا رستہ پیدا کر لیا۔

امت محمدیہ کا تفرقہ

اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بھی یہ سبق دیا کہ وہ دین میں تفرقہ نہ کریں، فرمایا ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً لست منھم فی شیء جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور ٹولے بنالئے لست منھم فی شیء تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں، یہ مسلمانوں کو متحد رکھنے کے لئے ہدایت دی گئی کہ غیر قوموں کی مشکلات کو حل فرمایا اور ان کو ایک دین پر آنے کے لئے کہا تو اپنی قوم کو بھی ہدایت دی کہ مسلمان تفرقہ نہ کریں، اور جو شخص دین میں تفرقہ ڈالے لست منھم فی شیء آپ کا ان سے کوئی سروکار نہیں ہے، لیکن باوجود اس کے مسلمانوں نے بھی اپنے دین میں تفرقہ ڈالا، ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور کل حزب بما لدیھم فرحون ان میں بھی ہر ایک گروہ اپنے ہی خیالات پر نازاں ہے اور دوسروں کو گمراہی میں سمجھتا ہے غیر قوموں کو سبق دینے کے لئے یہ قوم آئی تھی، آج خود اس کی اپنی وہی حالت ہے، وہ بھی غیروں کے نقش قدم پر چل کر مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئے۔

تفرقہ کا نتیجہ

فذرھم فی غمرتھم حتی حین ان کو ان کی گمراہی میں ایک وقت تک چھوڑ

وہ غرغرہ کہتے ہیں اس پانی کو جو انسان کے سر کے اوپر تک پہنچ جائے، جس سے اس کے ڈوبنے کی نوبت آ جاتی ہے، تو فرمایا اسی گمراہی میں ان کو آخر سے ڈوبنے کی انہیں چھوڑ دیا جائے، یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ خدا کے دین کو ماننے کے بعد وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور پھر اس پر نازاں ہیں۔

مال اور جتھہ کسی کی سچائی کا ثبوت نہیں ہوسکتا

ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین ایسے لوگوں کے لئے ہمارا ایک قانون ہے کہ ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں اور زمین آسمان کی برکات سے انہیں متمتع کرتے ہیں، وہ کوشش کریں تو اس سے فائدہ اٹھا کر گمراہی سے نکل سکتے ہیں، لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس دولت ہے، جتھہ ہے، اس لئے ہمارا اعتقاد بھی صحیح ہے، اگر اعتقاد صحیح نہ ہوتا تو دولت اللہ تعالےٰ کیسے دیتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم نے اعمال کا قانون جاری کر رکھا ہے۔ لیکن وہ سمجھتے ہیں نسارع لھم فی الخیرات کہ ہم ان کو بھلائی پہنچاتے ہیں گرمجوشی سے کام لے رہے ہیں۔ یہ ان کے فہم کی غلطی ہے۔ انہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ خدا کی رضا کا ثبوت نہیں بل لا یشعرون افسوس ہے ان کو شعور نہیں ہے۔ ورنہ وہ ایسے غلط خیال کو دل میں جگہ نہ دیتے۔

خدا سے ڈرنے والے

ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون، خدا کو ماننے والے تو ڈرتے رہتے ہیں کہ مال کی زیادتی، اولاد اور جتھہ کی زیادتی انہیں زمین پر نہ گرا دے اموال سے غفلت ضرور پیدا ہوتی ہے لیکن خدا کے بندوں کو یہ چیزیں اس کی عبادت سے نہیں روکتیں، عام طور پر مال اور جتھہ اور اولاد خدا سے غافل کر دیتی ہے وہ تکبر پیدا ہو جاتا ہے کہ ہمارا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔

جس شخص نے حرام کی روزی کھائی اس کے اعمال کبھی اچھے نہیں ہوسکتے اس سے واعملوا صالحا کی توفیق چھن جاتی ہے۔ انسان خیال کرتا ہے کہ کون پوچھنے والا ہے، تو فرمایا کہ مال اور جتھہ اور اولاد تمہیں غفلت میں نہ ڈال دے، جو لوگ خدا کو حاضر و ناظر یقین کرتے ہیں اور اس کی بازپرس سے ڈرتے ہیں، ان کو مال اور جتھہ غافل نہیں کر سکتا بلکہ وہ جناب الٰہی سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں۔

خدا کے رستہ میں خرچ کرنے والے

والذین ھم بربھم لا یشرکون وہ ایمان رکھتے ہیں، کہ خدا ایک ہی ہے اسی کے آگے جھکنا چاہیئے، کوئی مال اور جتھہ انہیں مشرک نہیں بنا سکتا والذین یؤتون ما اٰتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الیٰ ربھم راجعون جو کچھ بن پڑے وہ خرچ کرتے ہیں اور پھر ڈرتے رہتے جس قدر کرنا چاہیئے اس قدر خرچ نہ کیا اور وہ یقین کرتے ہیں وہ ملت کی امداد کے لئے دینے، وطن کی ضروریات پر صرف کرنے اور دین کی اشاعت میں لٹاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہم نے اپنے رب کی طرف جانا ہے اس خدا کے ساتھ ہمارا معاملہ ہوگا جس نے یہ مال دیا، کیا ہم نے اتنا خرچ کیا ہے یا نہیں جتنا کرنا چاہیئے تھا، جتنا مال اس نے دیا، کیا اسی نسبت سے ہم نے خرچ کیا؟ بجائے اس کے کہ دس کوڑیاں خرچ کرکے وہ ڈھنڈورا پیٹیں کہ ہم نے اتنا کچھ دیا ہے وہ سوچتے ہیں کہ جو کچھ خدا نے ہمیں دیا ہے وہ اس کی نوازش تھی ہم نے اس کے رستہ میں کم دیا، کس منہ سے اس کے سامنے جائیں گے اولٰئک یسارعون فی الخیرات وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کس نے کیا دیا بلکہ نیک کاموں میں آگے دوڑتے ہیں اور اس میں دیر نہیں کرتے وھم لھا سابقون بلکہ وہ ان کاموں میں سبقت لے گئے ہیں۔

صحابہ نے اس سبق پر پورا عمل کیا

یہ وہ سبق ہے جو اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اور ان کی قوم نے اس پر عمل کیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے بہت بڑھ چڑھ کر دین کے رستہ میں دیا، وہی چیزیں ہیں جو خدا نے انسان کو دی ہیں جان، اور مال، یہ دونوں چیزیں انہوں نے خدا کی راہ میں بلا تکلف دے دیں کلوا من الطیبات واعملوا صالحا پر انہوں نے پورا عمل کیا وہ جانتے تھے کہ پاک روزی کھانے سے نیک عمل کی توفیق ملتی ہے اور جو حرام کھاتا ہے وہ خدا سے دور جا پڑا، خدا بھی اس سے ناراض ہوتا اور مخلوق بھی اس کو .... اچھا نہیں سمجھتی۔

اسلام کے احکام فطرت انسانی ہیں

ولا نکلف نفسا الا وسعھا ہم کسی کے لئے اس کی استعداد اور طاقت سے بڑھ کر احکام نہیں دیتے اسلام کے احکام انسان کی فطرت میں ودیعت کر دیئے گئے ہیں اور انسان کے قویٰ اور اس کی استعدادوں کے عین مطابق ہیں اس لئے ان پر عملدرآمد ہوتا رہا اور اسی لئے اللہ کے دین کے برحق ہونے کا یقین پیدا ہوتا رہا۔

فالحمد للہ رب العالمین۔

زکوٰۃ انجمن کے بیت المال میں آنی چاہیئے

بسلسلہ صفحہ اول

مجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت آپ پر واضح کروں، آپ جانتے ہیں کہ زکوٰۃ ان پانچ ارکان اسلام میں سے ہے جن پر دین کی بنا رکھی گئی ہے۔ قرآن کریم میں نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم ہے اقیموا الصلٰوۃ واٰتوا الزکوٰۃ جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کے ذریعہ جو تعلق اللہ تعالےٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے وہ مکمل نہیں ہوسکتا جب تک عام لوگ صدقات و خیرات اور صاحب نصاب زکوٰۃ ادا نہ کریں۔

چندہ ماہوار زکوٰۃ نہیں، بلکہ جہاد کے حکم میں ہے، اور جہاد اور زکوٰۃ دو الگ الگ رکن ہیں، اور دونوں کی ادائیگی ضروری ہے۔ چندہ ماہوار سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو جاتی اور نہ زکوٰۃ سے چندہ یا جہاد کا رکن ادا ہو جاتا ہے، دونوں اپنی اپنی جگہ پر ضروری ہیں۔

پس میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے جمع شدہ سرمایہ، تجارتی مال، زیورات، اور جائداد وغیرہ کا جن پر زکوٰۃ واجب ہو حساب کر کے اور جو کچھ واجب ہو اسے اپنے قومی بیت المال میں جمع کرا دیں گے کہ اسی میں آپ کی اور آپ کی قوم کی بہبود اور سرخروئی ہے اور انجمن کے اس فیصلہ کے مطابق جو حدیث نبوی پر مبنی ہے۔ یہ آپ کو اختیار ہے کہ اپنی زکوٰۃ میں سے ایک چوتھائی یا ایک تہائی رقم اگر چاہیں تو اپنے طور پر کسی مستحق کو دے دیں یا کچھ لٹریچر منگوا کر اسے خود مناسب جگہ پر تقسیم کر دیں۔ لیکن باقی رقم کا بیت المال میں آنا ضروری ہے، امید ہے آپ اس سے دریغ نہ فرمائیں گے، اور ایسی تمام رقوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھجوا کر اور مجھے بھی اس سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

خاکسار۔ سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

سانحہ ارتحال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج واندوہ سے سنی جائے گی کہ مانسہرہ ضلع ہزارہ میں ہماری جماعت کے ایک پرانے بزرگ مولانا عبد الغنی صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء میں سے تھے اس دار فانی سے رحلت فرما کر عالم جاودانی ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں ان کے صاحبزادہ عبد الحکیم خان صاحب سب انسپکٹر پولیس ایبٹ آباد اور قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد اور مولوی عبد الاحد صاحب اپیل نویس مانسہرہ اور دیگر اعزہ و اقارب سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے احباب کرام سے استدعا ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

صحیح بخاری کا انگریزی ترجمہ

مولانا آفتاب الدین احمد صاحب آج کل صحیح بخاری کا انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں جس کے ساتھ مختصر تشریحی نوٹ بھی ہیں، یہ ترجمہ اور نوٹ جو اخبار "لائٹ" میں مسلسل شائع ہو رہے ہیں، صحیح بخاری کے تین پاروں تک پہنچ چکے ہیں امید ہے کہ جلد کچھ اور ترجمہ ہو جانے کے بعد ان کو کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے گا اور اس کے بعد بقیہ حصہ بھی جوں جوں تیار ہوتا جائے گا کتابی شکل میں شائع ہوتا رہے گا۔

جماعتِ احمدیہ کے تبلیغی مشن یورپ میں

حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی بلند پایہ شخصیت اور آپکا تبلیغی کردار

خان بہادر غلام ربانی صاحب ایبٹ آباد

اخبار پیغام صلح مورخہ ۹ر فروری ۱۹۵۵ء میں جناب میاں محمود احمد صاحب سرگروہ جماعت قادیان حال ربوہ کے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ر نومبر ۱۹۵۴ء کا اقتباس میری نظر سے گذرا۔ ہر لیڈر کو یہ توحق حاصل ہے کہ وہ اپنی جماعت کی رہنمائی کے لئے انہیں پند و نصائح کرے اور اس کی کمزوریوں کی طرف توجہ دلائے مگر اخلاقاً کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسری جماعت پر ایسی تنقید کرے جو غلط اور ایک حد تک کیچڑ اچھالنے کے مترادف ہو اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یورپ سے واپس آکر یہ مناسب نہ سمجھا کہ قادیان کے مغربی ممالک کے نام نہاد مشنوں کے متعلق کچھ اپنے تاثرات لکھتا مگر اب چونکہ میاں محمود احمد صاحب نے اس کی ابتداء کی ہے اور نہ صرف خطبہ ہی ارشاد فرمایا بلکہ اخبار "الفضل" مورخہ یکم دسمبر ۱۹۵۴ء میں اس کو شائع بھی کر دیا۔ اس لئے اب شرعاً و قانوناً حق حاصل ہو جاتا ہے کہ میں بھی اس موضوع پر کچھ کھری کھری باتیں لکھ دوں۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ

سب سے پہلے میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، جناب میاں صاحب نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"اُن کے اندر میل ملاقات کا شوق پایا جاتا تھا"

"مستشرقین سے خواجہ صاحب نے تعلقات پیدا کئے اور ان کے تعلقات اور کوششوں کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ وہ لوگ احمدیت اور خواجہ صاحب میں فرق نہیں کرتے"

"خواجہ صاحب نے بڑی ہمت اور قربانی سے کام کیا ہے انہوں نے متعدد ملکوں کا دورہ کیا ہے"

"بیشک خواجہ صاحب کو اس کام کے لئے ایک ذریعہ مل گیا تھا لیکن انہوں نے اس سے ... اپنے بیوی بچوں کو چھوڑا اپنے وطن کو چھوڑا"

ان فقرات میں میاں محمود احمد صاحب نے خواجہ کمال الدین صاحبؒ کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس میں بھی انہوں نے بڑی احتیاط سے کام لیتے ہوئے یہ کوشش فرمائی ہے کہ خواجہ صاحب کا تقویٰ، علم، انکا حسن بیان ان کا انتہائی متکلم ہونا اور صاحب قلم ہونا کہیں ظاہر نہ ہو جائے ان کے خیال میں خواجہ صاحب کی کامیابی صرف میل ملاقات کے شوق کا نتیجہ تھی۔ اس تعریفیہ جملہ میں انہوں نے اس بلند پایہ شخصیت اور مایۂ ناز ہستی کی ایک گونہ ہجو ملیح کی ہے۔ میاں صاحب نے جس عینک سے حضرت خواجہ صاحب کو دیکھا اس میں ان کو حضرت مرزا صاحب کے شاگرد رشید خواجہ کمال الدینؒ کے ہاتھوں کسر صلیب کا منظر نظر نہ آیا اور اس بات کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی کہ ایک ایسے زمانہ میں جب انگریز حاکم تھا اور ہندوستانی ایمپائر میں پادری عروج پر تھا اور اسلام پر اعتراضات سے بھرا ہوا لاتعداد لٹریچر چاروں طرف پھیلایا جا چکا تھا اور مذہب اسلام کے متعلق تعصب اور غلط فہمی کا سیاہ پردہ حائل تھا اس مبلغ اعظم نے اپنے مرشد ربانی کے اثر کے ماتحت پادریوں کے ساتھ کامیاب مناظرے اور مباحثات کئے اور انگلستان کے طول و عرض میں ایسے بلند پایہ لیکچر دیئے جن کی وجہ سے بڑے بڑے امراء اور صاحب علم لوگوں کے دلوں میں اسلام گھر کر گیا۔ صرف لیکچر ہی نہیں آپ نے ایسا عمدہ لٹریچر پیدا کیا جس نے دلوں کو موہ لیا آپنے اسلام کے پاکیزہ موتیوں کی بارش برطانیہ عظمیٰ کی سرزمین پر برسادی، آپ کی تصانیف کی تعداد پچاس سے کچھ زیادہ ہے جو اب بھی کلیسائی قلعوں کو فتح کرنے کے لئے ایک موثر میگزین کا کام دیتی ہیں جو چاہے آزما کر دیکھ لے۔ اس کے علاوہ ایک ماہوار رسالہ اسلامک ریویو ISLAMIC REVIEW آپ نے جاری کیا جو اب بھی مغربی ممالک اور اسلامی دنیا میں اسلام کا واحد علمبردار ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود کی طرف سے "حسن بیان" کا الہامی خطاب ملا تھا، اور آپ نے انگلستان جا کر حضرت مسیح موعودؑ کے اس کشف کو پورا کیا جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ:۔

"میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں، بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۱۶)

حضرت مسیح موعود نے یہ بھی فرمایا تھا کہ:۔

"اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے رکن اس گورنمنٹ کے دن بدن توحید کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں اور ان کے دل ان عقائد باطلہ سے نفرت کر گئے ہیں...... اور میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ اسلام کے اندر ہیں اور عنقریب ان میں سے اس ملت کے نیچے پیدا ہوں گے اور ان کے منہ دین اسلام کی طرف پھیرے جائیں گے"

نور الحق حصہ اول صفحہ ۴۲

حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ بالا بیان اور آپ کا کشف خواجہ کمال الدین صاحب کے وجود سے حرف بہ حرف پورا ہو گیا، آپ نے حضرت مسیح موعود کی نیابت میں انگلستان کے منبر پر چڑھ کر اسلام پر ایسی مدلل انگریزی تقریریں کیں کہ کئی سفید پرندے (انگریز) آپ نے پکڑ دیے۔ لارڈ ہیڈلے فاروق۔ سر آرچیبالڈ ہملٹن لارڈ آف ایڈمیریلٹی، مسٹر ڈکر وہ اور کئی دیگر انگریز امراء، اور مارماڈیوک پکتھال، بشیر پکرڈ، اور ڈاکٹر لیون، اور ڈڈلے رائٹ جیسے بڑے بڑے ادیب اور مصنفین آپ کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے چونکہ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود کی طفیل اور آپ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا اس لئے خواجہ صاحب اور احمدیت ایک ہی چیز سمجھی گئی، اور مستشرقین یورپ نے مغرب میں تبلیغ اسلام کے کام کو بجا طور پر خواجہ صاحب کی طرف منسوب کیا۔

افسوس ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے خواجہ صاحب کے ان کمالات کی طرف سے آنکھ بند کر کے انکی کامیابیوں کو میل ملاقات کے شوق کا نتیجہ قرار دیا اور اپنے مبلغین کو بھی یہی شوق پیدا کرنے کی رغبت دلائی اور کہا ہے کہ اُن کے مبلغین میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ میل ملاقات میں قادیانی مبلغ صاحبان بہت پیش پیش ہیں، لیکن ان کی ملاقات کا دائرہ ان کے ذہنی و تعلیمی درجہ تک ہی محدود رہ سکتا ہے۔ اس لئے خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ ان کو کیا نسبت حاصل ہو سکتی ہے۔

یورپ میں مبلغ اسلام کا منصب

یورپ میں مبلغ اسلام ایک سفیر اسلام کا منصب رکھتا ہے اور اس منصب پر کام کرنے کے لئے معتبر تجربہ کار، عالم دین۔ علوم دینی سے مزین۔ صفائی پسند۔ مہمان نواز اور خوش کلام انسان کا ہونا ضروری ہے۔ انٹرنس پاس یا فیل نوجوان لڑکوں کو منتشر کر کے ان کو دنیا کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا اور چند ماہ کے بعد ان کے وظائف بھی بند کر کے انہیں روزی کمانے اور پیٹ پالنے کی فکر میں لگا دینے کا نام مشن قائم کرنا نہیں ہے بلکہ ایک گونہ تبلیغ اسلام کو مضحکہ خیز بنانا ہے۔ یورپ میں سفر و حضر کے لئے جب تک سرمایہ نہ ہو انسان ایک قدم نہیں چل سکتا، بھیک مانگنے والے کو تو قید کر دیا جاتا ہے اس لئے مشن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے حسب حیثیت اور اس کی ضروریات کے مطابق موزوں سرمایہ سالانہ خرچ کیا جاوے اور نہایت موثر لٹریچر وہاں پھیلایا جائے۔

قادیانی مشن

میاں صاحب کا خیال ہے کہ ان کے مشنوں کی شہرت کا نہ ہونا ان کے مبلغین کی سستی کا نتیجہ ہے لیکن

یہ ان کے مبلغین کی سستی نہیں بلکہ فی الحقیقت انکے نظام تبلیغی میں ایسے نقائص ہیں جو اس شہرت کے مانع ہیں، یورپ میں تبلیغی مشن کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ

(۱) مشنری ایک بلند پایہ عالم دین ہو جو علوم مروجہ سے بھی خوب واقف ہو۔

(۲) مشنوں کے قیام کے لئے سالانہ مصارف کا باقاعدہ انتظام ہو۔

(۳) مغربی طبائع کو مائل اسلام کرنے والا لٹریچر موجود ہو۔

(۴) مشنری اسلام کے متعلق صحیح عقائد رکھتا ہو۔

(۵) اور اس کا اپنا نمونہ نہایت پاکیزہ اور اسلام کے مطابق ہو۔

میں اسجگہ قادیانی مبلغین کی علمی قابلیت سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ لٹریچر بھی ان کے پاس نہیں اور نہ ہی وہ پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ محض قرآن مجید کا لفظی ترجمہ چند زبانوں میں کرنے سے اصل مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جب تک ہر ایک ضروری مضمون پر رسائل اور مؤثر کتب کا ذخیرہ موجود نہ ہو اور انہیں کثرت سے پھیلایا نہ جائے۔ عقیدہ کے متعلق یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یورپ میں ان کا Master Prophet (استادی نبی) اور Pupil Prophet (شاگردی نبی) کا گورکھ دھندہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یورپ کے لوگ محقق ہیں اور وہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم Ideal Prophet اعلےٰ ترین نبی، Ideal Teacher اعلےٰ ترین معلم، Ideal Law giver اعلےٰ ترین مقنن اور Ideal Example اعلےٰ ترین نمونہ تھے اس لئے جب وہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق پوچھتے ہیں کہ کیا وہ کوئی نیا قانون لائے ہیں، کوئی تعلیم انہوں نے دی ہے کوئی نئی مثال انہوں نے قائم کی ہے تو جواب نفی میں پا کر کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو ...... Master Prophet یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلعم کے ساتھ ہی وابستہ ہونا پسند کرتے ہیں اور Pupil Prophet کے ساتھ تعلقات اخوت رکھنا چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ عالمگیر اخوت اسلامی میں داخل ہونا چاہتے ہیں، اور ایسے تنگ دائرہ میں جس کی رو سے باقی کلمہ گو خارج از اسلام ہوں وہ ہرگز داخل نہیں ہونا چاہتے، وہ عیسائیت کے فرقوں اور رسمی اعتقادات (dogmas) سے پہلے ہی تنگ آئے ہوتے ہیں، اور فرقوں اور dogmas سے نفرت کرتے ہیں۔

خواجہ صاحب اور احمدیت

جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ "مستشرقین احمدیت اور خواجہ صاحب میں فرق نہیں کرتے" حالانکہ اس سے قبل وہ متعدد بار فرما چکے ہیں کہ خواجہ صاحب یورپ میں احمدیت کے ذکر کو سم قاتل تصور کرتے تھے اگر میاں صاحب کی پہلی بات درست تھی تو پھر مستشرقین کا احمدیت اور خواجہ صاحب میں فرق نہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

ایک خلاف واقعہ بات

جناب میاں صاحب کا یہ فرمانا کہ ان کے مشنوں کو غلطی سے لاہور کی جماعت کے مشن تصور کیا جاتا ہے امر واقعہ کے خلاف ہے، اوّل تو مشن کے معنی چند برائے نام مبلغین کا بھیجنا نہیں ہے، اور وہ مرسے مشن تب مشن کہلانے کا مستحق ہوتا ہے کہ اس کی تبلیغ مؤثر ہو، ان کا ایک مشہور مرکز ہو، ان کے ذریعہ شہرہ آفاق لٹریچر کی اشاعت ہو، اور مبلغ کی شخصیت بلند پایہ اور مؤثر ہو، اس معیار کے مطابق آپ اپنے مشنوں کا جائزہ لیں۔ مجھے یہ بات معیوب نظر آتی ہے، کہ میں آپ کے برائے نام مشنوں کے متعلق کچھ لکھوں، یہ آپ کا اپنا کام ہے، کہ اصلاحی قدم اٹھائیں۔ میں نے تبلیغ اسلام کے مؤثر ہونے کے متعلق چند الفاظ درج کر دیئے ہیں جو میری سمجھ اور تجربہ میں آئے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ آپ کے بعض مشنری ہمارا لٹریچر اور اسلامک ریویو منگواتے اور تقسیم کرتے ہیں جو اچھی بات ہے، اور بعض تقیہ سے کام لے کر ووکنگ مسلم مشن کی شہرت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہمارے مشن کو بعض اوقات آپ کے غلط عقائد سے نقصان پہنچتا ہے، اس لئے آپ یہ غم نہ کریں، کہ ہمارے مشن آپ کی مساعی کے محتاج ہیں۔ خداوند تعالےٰ کے فضل سے ہمارے مشنوں کو وہ قبولیت حاصل ہے کہ جب تک ہمارے مشن سے نومسلمین تعلق نہ پیدا کر لیں انہیں اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر زویمر جیسا باخبر انسان ہماری جماعت لاہور کے متعلق لکھتا ہے کہ:-

"لاہور کی جماعت اگرچہ تعداد میں کم ہے
مگر ان کے کام کی وجہ سے ان کو بڑی مقبولیت
حاصل ہے"

ووکنگ مشن کی آزادی

رہا یہ سوال کہ ووکنگ آزاد ہے یہ درست ہے کہ ووکنگ قید نہیں ہے، بلکہ نہایت عمدگی اور آزادی سے تبلیغ اسلام کرتا ہے جس میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے بعد حضرت مولنا صدرالدین صاحب۔ مولنا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو، مولنا آفتاب الدین صاحب کام کرتے رہے اور اب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب وہاں امام ہیں، یہ سب حضرت مجدد وقت کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ میاں صاحب کو اس کا پورا علم ہے سالانہ بجٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کم از کم ایک لاکھ روپیہ سالانہ انجمن مذکور کا اس مشن پر خرچ ہوتا ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغ کا یہ طریق نہیں ہے کہ ہر کس و ناکس کو مبلغ بنا کر بھیجدیا جائے اور وہ بے چارہ اجنبی ممالک میں عطر بیچ کر یا جرمنی سکہ فرینک اور زعفران کی بلیک مارکیٹ سے اوقات بسر کریں۔

ہم پیری مریدی میں مقید نہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نظام کے ماتحت افراد جماعت کو Mental Emancipation (دماغی آزادی) حاصل ہے۔ جہاں جہاں جماعت ہو وہاں خطیب ایک عمدہ اور موثر خطبہ حالات حاضرہ اور اپنے افکار کے نتیجہ کے مطابق دیتا ہے نہ کہ امیر کا خطبہ جمعہ کے دن اخبار سے پڑھ کر علمی و دماغی نشوونما کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ پیری مریدی کا سلسلہ جو میاں صاحب نے قائم کر رکھا ہے کبھی بلند پایہ انسان پیدا نہیں کر سکتا ؛

برمحل غصہ

علیگڑھ ۲۱ فروری یہاں کی مشہور نمائش کے موقعہ پر کوئی پچاس عورتوں نے بڑے غصہ سے کہا تھا کہ فلاں فلاں دوکانداروں نے اپنے ہاں بیہودہ تصویریں نہ ہٹا دیں تو ہم کو مجبوراً ستیہ گرہ کرنا پڑے گی۔ عورتوں ہی کے ایک جلسہ میں ایک ریزولیوشن پاس ہوا جس میں سختی کے ساتھ زنانہ جسم کی تقریباً برہنہ نمائش پر احتجاج کیا گیا۔ اور اور اسے اوباش مردوں کی پست تاجرانہ ذہنیت کا نتیجہ بتایا گیا۔"

(پی۔ٹی۔آئی)

غنیمت ہے پڑھی لکھی عورت کو کبھی تو برمحل غصہ آیا۔ اس کی بے حجابی بلکہ بے ستری تک کی جو تجارت اس ڈھٹائی اور بیباکی کے ساتھ۔ کہنا چاہیئے، کہ ہر اخبار، ہر فلم ہر تصویر کے ذریعہ سے دن کے اجالے اور رات کے اندھیرے میں یکساں ہوتی رہتی ہے۔ کبھی جاری رہ ہی نہیں سکتی اگر عورت ذرا بھی خودداری اور غیرت مندی سے کام لینا شروع کر دے فحاشی کا جو طوفان مرد کی خباثت نے برپا کر رکھا ہے اس کی زندگی تو قائم اسی سے ہے کہ عورت اس سے چشم پوشی ہی نہیں کر رہی ہے، بلکہ اس کی خباثت میں پوری طرح اس کا ساتھ دے رہی ہے۔ اور اس سے معاونت کر رہی ہے۔ (صدق جدید)

بلا تبصرہ

معاصر پیام وطن (دہلی) سے:۔

پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد کسی زمانہ میں حیدرآباد کے وزیر مالیات تھے ......ناندیر کے مسلمانوں نے ان سے درخواست کی کہ ایک مسجد کے قریب ایک مندر ہے، جو زمین پر ناجائز قبضہ کر کے بنایا گیا ہے اس لئے مندر منہدم کر دیا جائے۔ مجلس اتحاد المسلمین کا اس زمانہ میں زور تھا۔ اور خود مسٹر غلام محمد زوردار آدمی تھے۔ اس لئے مسلمانوں کا خیال تھا کہ ان کی درخواست فوراً منظور ہو جائے گی مسٹر غلام محمد نے اس درخواست کا جواب یہ دیا کہ "آپ لوگوں نے میرے اختیارات کا بہت غلط اندازہ لگایا ہے۔ مندر اور مسجد کا معاملہ خدا کا معاملہ ہے۔ اور میں خدا کا عاجز بندہ ہوں۔ میرا کام مسجدوں اور مندروں کو ڈھانا نہیں۔ بلکہ ان کی حفاظت کرنا ہے اگر مندر کسی زمین پر ناجائز قبضہ کر کے بنا ہے عدالت کا دروازہ آپ کے لئے کھلا ہوا ہے میں صرف

[illegible]

(صدق جدید)

ایک سو سالہ پیرِ جواں ہمت کی داستانِ احمدیت

حاجی شیخ اللہ دین صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

حاجی شیخ اللہ دین صاحب اور حضرت مولانا عزیز بخش صاحب ہماری جماعت کے ان جواں ہمت بزرگوں میں سے ہیں جنکی حرارتِ ایمانی اور جوشِ تبلیغ کو ضعفِ پیری بھی کم نہیں کر سکا، خدا جانے وہ کیا روح تھی، جو امام زمانہ نے ان لوگوں کے اندر پھونک دی کہ جوں جوں ان کی عمر بڑھتی اور بڑھاپے کے اثرات ان کے جسم کو ضعیف و ناتواں بناتے چلے جاتے ہیں ان کی روحانی قوت زیادہ سے زیادہ بڑھتی چلی جاتی اور ہمت کو تیز تر کرتی چلی جا رہی ہے۔

شیخ اللہ دین صاحب اس وقت سو سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں، آنکھوں کا نور بہت حد تک کم ہو چکا ہے، ہاتھوں میں رعشہ ہے، ٹانگیں چلنے سے معذور، کمر جھکی ہوئی ہے، لیکن تبلیغ کا شوق اب بھی انہیں کبھی ضلع کچہری لے جاتا ہے اور کبھی ڈاک خانہ اور دوسرے دفاتر میں، ایک ہاتھ میں عصا ہے اور دوسرے میں ایک تھیلا جس میں انجمن کا مفت لٹریچر اور اخبار "پیغام صلح" اور "لائٹ" کے کچھ پرچے بھرے ہوئے ہیں، اور آپ آہستہ آہستہ پیدل چلے جا رہے ہیں، کہ ان پرچوں اور پمفلٹوں کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو احمدیہ جماعت کے کاموں سے ناواقف ہیں یا اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں، شیخ صاحب کی تمام زندگی ضروری دنیوی مشاغل کے علاوہ اسی قسم کے دینی کاموں میں گذری، اور ان کا نمونہ ہم سب کے لئے بہت ہی قابل رشک اور لائق تقلید ہے، انہوں نے ہماری خواہش پر اپنے حالاتِ زندگی لکھوا کر دیئے ہیں جو ہدیہ قارئین کرام ہیں، اسی سلسلہ میں مولانا عزیز بخش صاحب اور دوسرے بزرگوں کے حالات ہم وقتاً فوقتاً درج کرتے رہیں گے۔

ابتدائی حالات

میری پیدائش ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ سن ہجری کے لحاظ سے میں اب سو سال کو پہنچ چکا ہوں۔ ابتدائے عمر سے مجھے دین و مذہب کا بہت شوق رہا ہے۔ ۱۸۷۴ء یعنی ۱۸ سال کی عمر میں مجھے شملہ میں گورنمنٹ آف انڈیا پریس کی ملازمت بحیثیت کمپازیٹر مل گئی اور وہاں ۱۹۳۶ء تک قیام رہا۔ جس کے بعد پنشن پر اپنے آبائی وطن لاہور آ گیا۔

انجمن نصرت الاسلام شملہ کی بنیاد اور خدمت اسلام

شملہ کے گرد و نواح میں لوگوں کی دینی حالت کو سدھارنے کی غرض سے میں نے ایک انجمن نصرت الاسلام کی بنیاد رکھی اور بہت سے نیک مسلمانوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دی مسلسل ۴۲ سال تک شملہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں خود پیدل چل کر پہاڑی مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنے کی شب و روز تلقین کی۔ ان پہاڑی علاقوں کے مسلمانوں میں دین سے غفلت بوجہ تعلیم سے دور ہونے کے بہت زیادہ تھی اس لئے شملے کے مسلمانوں سے چندہ فراہم کر کے خاص شملہ اور دُور دراز کے پہاڑی علاقوں میں اسلامی مدارس جاری کئے گئے آریہ سماج کی کوشش یہ تھی کہ تمام پہاڑی مسلمانوں کو مرتد کر لیا جائے، الحمد للہ، اس عاجز اور دوسرے بھائیوں کی تبلیغی کوششوں سے تمام پہاڑی علاقوں میں آریہ سماج کو ناکامی ہوئی۔

اعترافِ خدمات اور لوگوں کی عقیدت

۱۸۸۳ء میں لاہور اور دہلی سے شائع ہونے والے مسلمان اخباروں نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا کہ شیخ اللہ دین ایک دیندار نوجوان ہے اور ان کی انجمن شملہ کے پہاڑی مسلمانوں کے دین و ایمان کو آریہ سماج کے حملوں سے بچانے کے لئے نہایت مفید کام کر رہی ہے۔ اس دینی خدمت کی وجہ سے اس وقت تمام مسلمانانِ شملہ کو مجھ سے بہت عقیدت تھی۔

حضرت مسیح موعود کی بیعت اور جنونِ تبلیغ

اسی دوران میں مجھے براہین احمدیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا، اور حضرت مسیح موعود سے ایک غائبانہ عقیدت پیدا ہو گئی، یہی عقیدت مجھے ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ لے گئی جہاں آپ ان دنوں مقیم تھے، اور وہیں میں نے آپ کی بیعت کر لی، اس کے بعد حضرت صاحب کے دعویٰ مسیحیت اور میری شمولیت سلسلہ کی وجہ سے وہ احترام اور عقیدت جو مسلمانانِ شملہ کو مجھ سے تھی شدید عداوت میں تبدیل ہو گئی۔ تاہم میں اللہ کے فضل و کرم سے متواتر چالیس سال تک کوہ شملہ میں دامے درمے قدمے سخنے تبلیغ کا فرض ادا کرتا رہا۔ مرشد کامل کی صحبت اور فیض سے میرا جذبۂ تبلیغ جنون کی صورت اختیار کر گیا۔ سرکاری ملازمت کی مصروفیت اور شملہ کے دیوبندی علماء کی شرارت اور مخالفت کے باوجود میں تبلیغ کے کام پر لگا رہا۔

شدید مخالفت

ان علماء نے مجھ پر فتوے کفر لگانے کے علاوہ میرے خلاف تمام مسلمانانِ شملہ کو بھڑکایا اور ہر ذلیل گالی سے مجھے یاد کیا گیا۔ حتیٰ کہ کوئی مسلم دوکاندار مجھے سودا دینے کا روادار نہ تھا، سقہ، دھوبی، حجام، خاکروب سے بھی میرا بائیکاٹ کرا دیا گیا۔ میں نے تبلیغ حق کے مقدس کام کی خاطر یہ سب تکلیفیں نہایت صبر و شکر اور خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔

ہر مذہب کے لوگوں کو تبلیغ

شملہ گورنمنٹ آف انڈیا کا صدر مقام تھا۔ دنیا کے بڑے بڑے گورنروں، وائسرائے صاحبان۔ کمانڈر انچیف۔ پرنس آف ویلز۔ ملکہ وکٹوریہ۔ شاہ جارج آنجہانی اور شملہ میں آنے والے ہر مذہب کے سیاحوں، ہر خیال کے علماء، ہندو، مسلم، سکھ، آریہ، برہمو سماج، انگریزوں، دہریوں، بنگالیوں، سندھیوں میں بذریعہ لٹریچر اسلام اور سلسلہ کی تبلیغ کما حقہ کی گئی۔ آج تک شملہ اور لاہور میں لاکھوں کی تعداد میں سلسلہ کا لٹریچر دستی طور پر یا بذریعہ ڈاک تقسیم کر چکا ہوں۔

تقسیم لٹریچر کے لئے دور دراز کے سفر

اسی پاک لٹریچر کی تقسیم کے لئے عالم شباب میں دور دراز کے سفر بھی کئے ۱۹۲۵ء میں طول و عرض کشمیر میں پیدل چل کر لوگوں کو سلسلہ کی تبلیغ کی اور لٹریچر کی بوریاں بھر بھر کر تقسیم کیں۔

ایک واقعہ

کوہستان شملہ میں غالباً ۱۸۹۹ء میں رات کے وقت جبکہ جنوری کا مہینہ تھا اور سخت برفباری ہو رہی تھی پیدل چل کر بالوگنج بغرض تبلیغ جا رہا تھا کہ رات کی تاریکی میں ایک خونخوار درندے نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اللہ کریم نے جان بچائی۔ اور اسی وقت کی تبلیغ کو مولا کریم نے شرفِ قبولیت بخشا کہ منشی احمد علی صاحب مرحوم ہیڈ کنسٹیبل تھانہ بالوگنج سلسلہ میں داخل ہو گئے۔

جماعت شملہ کے بزرگ

چالیس سال تک بندہ نے شملہ کے گرم اور سرد موسم میں سلسلہ کے لئے چندہ فراہم کرنے کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ بعد میں حق تعالےٰ نے اپنی کرم نوازی سے شملہ میں ایک بہت بڑی احمدی جماعت قائم فرما دی جن میں داروغہ نبی بخش صاحب مرحوم، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جالندھری مرحوم۔ مولوی عمر الدین صاحب شملوی مرحوم، بابو عبداللطیف صاحب ناظر اسلام، شیخ عبدالحق صاحب دہلوی۔ شیخ محمد لطیف صاحب، مولوی عبدالعزیز صاحب۔ بابو امیر علی صاحب۔ مخدوم محمد اشرف صاحب۔ شیخ اسلام الدین مرحوم۔ مولوی خدا بخش صاحب مرحوم، صوفی شمس الدین صاحب مرحوم کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب، حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور، اور مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی بھی وقتاً فوقتاً شملے پہنچتے رہے، ان حضرات کی تشریف آوری جماعت کے استحکام کا موجب بنی۔

مخالفین کو دعوت حق

پنڈت لیکھرام۔ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ سعد اللہ لودیانوی۔ رسل بابا۔ مولوی جبار غزنوی۔ مرزا حیرت دہلوی، پیر گولڑوی۔ پادری عبداللہ آتھم و دیگر امرتسری مکذب ٹولہ کو بھی براہ راست پر آنے کے لئے بذریعہ لٹریچر دعوت دی گئی۔

شملہ میں کئی سعید الفطرت لوگ میری تبلیغ سے سلسلہ میں داخل ہو کر جماعت شملہ کی تقویت کا موجب ہوئے۔

بزرگان سلسلہ سے محبت و عقیدت

مولانا عبدالرحمٰن صاحب جالندھری۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ حکیم مرزا خدا بخش صاحب، خانصاحب بابو منظور الٰہی۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ خانبہادر میاں غلام رسول صاحب۔

مولانا عصمت اللہ صاحب، حکیم محمد حسین مرہم عیسےٰ صاحب۔ اور حضرت میر قوم رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے عشق تھا۔ ایسے بزرگ اب کہاں ہیں؟

آریوں کی شرارت اور انگریز کی حمایت

لیکھرام کے قتل ہونے پر شملہ کے آریہ سماجی بھڑک اُٹھے اور میرے مکان کی تلاشی کرانے کی کوشش کی مگر انگریز انصاف پسند پولیس آفیسر نے جواب دیا کہ اس کو ہم جانتا ہے۔ نیک ہے نمازی ہے ہم اس کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس وقت مخالف مولوی اور منشی غیر احمدی بھی میرے خلاف آریوں سے مل کر سازش کر رہے تھے میں نے تمام واقعات سے حضرت امام علیہ السلام کو بذریعہ خط اطلاع دی اور دعا کے لئے عرض کی۔ آخر یہ سب نامراد اشرار روسیاہ ہو کر شرمندہ ہو گئے۔

مخالفین کا امین اور انکی امداد و اعانت

تمام مسلمانانِ شملہ میرے شدید مخالف اور درپے آزار تھے مگر کمال یہ ہے کہ اپنی اپنی نقدی صرف میرے پاس ہی بطور امانت رکھتے تھے۔ گویا کہ میں ان کے لئے ایک محفوظ بنک یا ڈاک خانہ تھا۔ اور اپنے دکھ درد اور بیماری کے وقت مجھ سے دعا کرنے کی درخواست کرتے تھے۔ علاوہ دعا کے میں ان کے کام کاج کر دیتا تھا مثلاً ہسپتال سے دوا لا کر دینا بازار سے سودا سلف لا دینا۔

مہمان نوازی کا شرف

شملہ میں میرا مکان نماز جمعہ اور تبلیغ احمدیت کے لئے ایک واحد مرکز ہونیکے علاوہ مہمان خانہ بھی تھا الحمد للہ مجھے سلسلہ عالیہ کے تمام نامور علماء کرام اور مبلغین حضرات کی مہمان نوازی کا شرف حاصل ہوتا رہا۔

حج کے موقعہ پر تقسیم لٹریچر

۱۹۳۵ء میں دورانِ حج میں جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف شریف و دیگر مقامات عرب میں بذریعہ لٹریچر احمدیت کا پیغام پہنچایا۔

لاہور میں تقسیم لٹریچر

اب عرصہ دراز سے تبلیغ احمدیت کے مقدس کام میں لاہور میں مصروف ہوں، سرکاری دفاتر۔ سکولوں کالجوں کارخانوں۔ ڈاک خانوں۔ یونیورسٹی۔ ہسپتالوں۔ بنکوں۔ تجارتی مرکزوں۔ لائبریریوں کے علاوہ عام مسلم پبلک کو خود لٹریچر تقسیم کرتا ہوں۔ اخبار پیغام صلح تمام عمر میری جیب میں رہا۔ مجھے اس سے بے پناہ عشق ہے۔ تبلیغ کے میدان میں یہ میرے لئے ہمیشہ مؤثر ہتھیار ثابت ہوا ہے۔ حضرت امام وقت کی جماعت کے پرانے اور تجربہ کار فاضل ادیب مولانا دوست محمد صاحب نے اس اخبار کے ذریعہ سلسلہ کی آج تک جو عدیم النظیر خدمات سرانجام دی ہیں اس کا اعتراف کرنا ہر احمدی کا اوّلین فرض ہے۔

مخالفین کی شرارتیں

لاہور میں بھی بعض اشرار نے مجھے بے عزت کرنے کی کوشش کی جسے میں نے صبر و شکر سے برداشت کیا اور اپنے اصل کام کو جاری رکھا۔ ختم نبوت کے جھوٹے نعرے لگانے والے احراری و دیگر فسادیوں نے گزشتہ شرمناک ایجی ٹیشن میں میری جائیداد کو آگ لگانے اور مجھے قتل کرنے کی ازحد کوشش کی مگر اللہ کریم نے ان کو ناکام رکھا اور جنرل محمد اعظم خان کی بہادر فوج کی آمد کی خبر سن کر یہ سب سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

بیعت "مجدد وقت" سمجھ کر کی

میں نے حضرت امام کی بیعت صرف مجدد وقت سمجھ کر کی تھی، اور آپ کا بھی میرے سامنے صرف یہی دعوےٰ تھا۔ حضرت مجدد وقت کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنیوالوں کو اللہ کریم عقل دے تاکہ وہ سمجھیں کہ ان کی یہ حرکت کس قدر ناواجب ہے۔ میں حق تعالےٰ کی قسم کھا کر جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان نادان دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں، کہ حضرت امام وقت نے صرف مجددیت اور مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا تھا۔ اگر دعوےٰ نبوت ہوتا تو میں ان کی بیعت ہرگز نہ کرتا۔ خاتم النبیین کے بعد اپنے اصلی حقیقی معنوں میں کسی نبی کا آنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟۔

باہم مل کر کام کرو

ہماری جماعت لاہور میں جو اختلاف گزشتہ دنوں ہوا اس سے مجھے سخت صدمہ ہوا تھا۔ اللہ کریم نے میری دعا کو سُنا اور اتحاد و اتفاق کا راستہ پھر جماعت کو دکھا دیا۔ ملکر کام کرنے میں برکت ہے، باہم لڑنا جھگڑنا تبلیغی جماعت کے لئے باعث تباہی ہے۔ میری نصیحت یہ ہے کہ ایک دوسرے کو معاف کر دو اور دل میں میل نہ رکھو اور مل کر اسلام اور احمدیت کا پیغام دنیا کے دور دراز گوشوں میں پہنچاؤ۔ یہی ہمارا نصب العین ہے۔

میری وصیت اور احباب کو تحریک

اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۲ر اپریل ۱۹۵۴ء میں میری وصیت جائیداد کے بارہ میں شائع ہو چکی ہے دوسرے تمام افراد جماعت بھی اس طرف توجہ دیں اور اپنی جائیدادوں کی وصیت کریں۔ بغیر مال کے تبلیغ کا کام چلنا دشوار ہے۔

بچوں کو مسجد میں لاؤ

اپنے بچوں کو نماز جمعہ میں لاؤ تاکہ وہ شروع سے احمدیت کے رنگ میں رنگے جاویں۔ میں خود اس عمر میں بھی نماز جمعہ کے لئے مسجد میں پیدل آجاتا ہوں۔ یہ مسجد ہماری دینی اور تبلیغی یونیورسٹی ہے۔ جب میں جوان تھا تو حضرت امام وقت کی زیارت کے لئے میں شملہ سے بٹالہ بذریعہ ریل پہنچتا تھا اور بٹالہ سے قادیان ہمیشہ پیدل حاضر ہوتا تھا تاکہ ثواب زیادہ حاصل ہو۔

نوجوانانِ جماعت سے

میں تمام عمر اپنی جماعت کے نوجوانوں کو اسلام اور سلسلہ کا فدائی بننے کی تلقین کرتا رہا ہوں۔ کئی نوجوانوں کو شملہ سے قادیان میں تعلیم کے لئے بھجواتا رہا ہوں۔ چنانچہ برادر محترم داروغہ نبی بخش صاحب مرحوم و مغفور کو تاکید کر کے عزیزم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو قادیان روانہ کرایا تھا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو مجھے خطرہ تھا میرا یہ عزیز وہریہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس بات کا اقرار ڈاکٹر صاحب نے اخبار پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر بابت دسمبر ۱۹۳۹ء میں شکریہ کے ساتھ واضح الفاظ میں کیا ہے۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ سلسلہ کے نوجوان آگے بڑھیں اور تبلیغ اسلام اور تبلیغ سلسلہ کے مقدس کام کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام لیں۔ ہمارے بہت سے بزرگ اپنے اپنے کام کو نہایت محنت سے سرانجام دے کر اپنے مولا سے جا ملے ہیں، باقی بھی تیار ہیں۔ علم دین حاصل کرنے کے لئے اپنے تبلیغی مرکز سے رجوع کرو۔ تبلیغ دین یا تبلیغ احمدیت ایک ہی چیز ہے۔ احمدیت عین اسلام ہے اسلام کا یہ خوبصورت چہرہ دنیا کو دکھانے کے لئے علم و عمل، صبر و استقلال اور بردباری کی ضرورت ہے۔ مخالف اشرار دیں ہزار دکھ اور تکلیفیں دیں گے مگر ہمارے مبلغ کو ان سے بے پرواہ ہونا چاہیئے۔ وہ شخص سلسلہ کا مبلغ نہیں ہو سکتا جو مخالفت یا دکھ اور تکلیف سے ہمت ہار دے۔ مبلغ اسلام اور مبلغ احمدیت سے بڑھ کر ہمارے نوجوانوں کے لئے اور کونسی سعادت ہو سکتی ہے۔ تمام دنیا اسلام اور امام وقت کی مقدس تعلیم کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو سکتی ہے اگر ہمارے نوجوان اپنے تبلیغی مرکز سے وابستہ ہو کر علوم اسلامی سے مالا مال ہو جائیں۔ ہمارا مرکز ایک عظیم الشان روحانی شجر ہے ہمارے نوجوانوں کو اپنے شجر سے وابستہ رہ کر اسلام کی بہار کی امید رکھنی چاہیئے ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

والسلام

آپ کا دعاگو۔ خاکسار۔ حاجی شیخ الدین

۲۱ر فروری ۱۹۵۵ء

حقانی میڈیکل فارمیسی کی پیشکش

پرانے سے پرانے نزلہ۔ زکام۔ اور کھانسی۔ ٹی۔ بی۔ پرانے بخار اور کمزوری کے لئے بے حد مفید ہے۔ "اکسیر حقانی" اسے مریضوں کے لئے بے ضرر دوا ہے۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک۔

پتہ:۔ حقانی میڈیکل فارمیسی پارکر آباد۔ ڈاک خانہ خاص۔ تحصیل و ضلع شیخوپورہ

ضرورت رشتہ

ایک نہایت ہی متقی اور شریف خاندانِ سادات کی لڑکی جس کی تعلیم صرف پرائمری ہے مگر امور خانہ داری سے خوب واقف ہے رشتہ کی ضرورت ہے۔ احباب اور بزرگ توجہ فرمائیں اور خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہو۔

م۔ع معرفت ایڈیٹر پیغام صلح لاہور

جماعت اسلامی اور مسلمان کی تعریف

ناطقہ سربگریباں کہ اسے کیا کہئے

از شمعون طاہر

گزشتہ دنوں مجھے ایک کام کے سلسلہ میں ضلع سے باہر جانے کا اتفاق ہوا۔ دوران سفر میں ضلع کے امیر جماعت اسلامی اور دو معتقد و اراکین جماعت اسلامی سے ملاقات ہوئی۔ یہ اراکین ایک انتخاب کے سلسلہ میں ایک حلقۂ انتخاب میں آئے ہوئے تھے، اور ان کا ایک رکن اس حلقہ سے انتخاب لڑ رہا تھا۔

اراکین جماعت اسلامی سے ایک سوال

جماعت اسلامی کے ان اراکین کی ملاقات ایک خوشگوار تبادلۂ خیالات کی صورت اختیار کر گئی۔ جہاں چند آدمی جمع ہو جائیں تو بات سے بات کا نکل آنا ایک طبعی امر ہوتا ہے۔ چنانچہ سنت رسول موضوع گفتگو بن گیا۔ میں نے عرض کیا کہ سنت رسول صلعم نماز کی ادائیگی کے طریق میں اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین اختلاف کیوں ہے۔ جب نماز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی تھی تو ظاہر ہے کہ وہی طریق انہوں نے دیگر مسلمانوں کو بھی دکھایا ہوگا۔ جس طرح حضور نے خود نماز پڑھی اور پڑھائی وہ تو ایک ہی طریق ہوگا پھر اہل سنت اور اہل تشیع میں اختلاف کیوں ہے؟

جماعت اسلامی کے نزدیک اہل تشیع کی حیثیت

جماعت اسلامی کے معزز دوستوں نے کہا کہ دراصل شیعہ سنی اختلاف کوئی خالص دینی یا فقہی اختلاف ہی نہیں یہ صرف ایک سیاسی گروہ بندی اور مخصوص مفادات کا اختلاف تھا۔ بعد میں اپنے دوام کے لئے اعتقادات کا لبادہ اوڑھ لیا۔ اہل تشیع ایک سیاسی جمعیت تھی۔

سیاست اور مذہب کی تفریق

میں نے کہا کہ آپ تو خود اس امر کے قائل ہیں کہ دین میں سیاست اور مذہب کی تفریق ہی نہیں اور کہ ابنیاء سیاسی انقلاب ہی کے لئے آتے ہیں اور زمین پر اپنے مخصوص نظام ہی کو غالب دیکھنے کے لئے دنیاوی اقتدار سے ٹکرا کر اپنا اقتدار قائم کرنے کی سعی کرتے ہیں پھر اہل تشیع کے لئے "سیاست" کا لفظ کن معنوں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور اگر وہ کوئی سیاسی جمعیت ہے بھی تو اس سے نفس مضمون میں کیا فرق پڑتا ہے۔ آخر مسلمان تو دونوں ہی ہیں، پھر ادائیگی نماز کی صورتیں مختلف کیوں ہیں؟

مسلمان ہونے کی شرط

انہوں نے کہا کہ سیاسی جمعیت کو اپنے قیام اور دوام کے لئے آخر ایک عقیدہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس میں امتداد وقت کے ساتھ بعض غلط باتوں کا جمع ہو جانا یہ بھی کوئی محال بات نہیں۔ اب چاہے اہل تشیع، اہل سنت سے مختلف طریق پر نماز ادا کرتے ہیں لیکن وہ دونوں اپنے طریقوں کے ثبوت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور سند پیش کرتے ہیں اور یہ بہت ہی مبارک امر ہے کیونکہ جو بھی کتاب اللہ اور سنت رسول کو بطور سند پیش کرے اور اس کا اپنے لئے تمام امور میں حجت ہونا تسلیم کر لے وہ چاہے کتنا ہی اختلاف کرے وہ مسلمان ہوگا۔

ایک درست اصول اور کلمہ جامع

میں نے کہا کیا آپ اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں اور کیا یہ درست اصول ہے؟ کہ خدا کی کتاب اور نبی کا عمل ہر مسلمان کے لئے آخری حجت ہے۔ وہ اس کی تشریح و تفسیر میں اختلاف کر سکتا ہے اور یہی درست اصول ہے یہی کلمۂ جامع ہے۔

قادیانی احمدیوں کے متعلق سوال

اس پر میں نے عرض کیا کہ اگر آپ حضرات اہل تشیع اور اہل سنت کے لئے اس اصول کی سچائی کو تسلیم کرتے ہیں تو یہ کوئی مخصوص حالات کا اصول تو نہیں جو صرف ایک دو اسلامی فرقوں کے لئے ہے، انہوں نے کہا کہ ہر اسلامی فرقہ اس اصول کو تسلیم کرتا ہے اور جماعت اسلامی کا مسلک یہی ہے۔ میں نے کہا اگر یہ درست ہے تو قادیانی احمدی جو کتاب اللہ قرآن اور سنت رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرتے ہیں، ان کے اسلام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

درست اصول اور کلمہ جامع کی مخالفت

میرا یہ کہنا تھا کہ ان کا طریق استدلالی گویا بکھر کر جھنجلا اٹھا اور انہوں نے اپنے اصول کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کا معاملہ دیگر اسلامی فرقوں سے قطعی مختلف ہے وہ اسلامی فرقہ ہے ہی نہیں وہ تو اسلام سے ہی باہر ہیں اس لئے ان کے اسلام کا فیصلہ اس اصول پر نہیں ہو سکتا۔

امر مابہ النزاع اور قادیانیوں کا اسلام

میں نے کہا کہ یہی تو مابہ النزاع ہے کہ وہ اسلام کے اندر ہیں یا نہیں۔ آپ نے تو یک طرفہ ہی فیصلہ کر دیا آخر اس کی کونسی سند آپ کے پاس ہے۔ میں نے مکرر کہا۔ کہ ان کا دعوےٰ دو ہی باتوں سے متحقق ہو سکتا ہے، ان کی قولی شہادت سے اور ان کی عملی شہادت سے۔ یہی کلمہ طیبہ کا مفہوم ہے جب لا الٰہ الا اللہ کہا جاتا ہے تو اس کا صاف مطلب خدا تعالےٰ کی توحید کا اعلان ہے اور اسے ہر معاملۂ زندگی میں سند اولیٰ تسلیم کرنے کا اقرار کیا جاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ کہا جاتا ہے تو ان ضابطہ کو سند ثانی تسلیم کرنے کا اقرار کیا جاتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالےٰ نے نازل کیا اور محمد صلعم کے عمل کو حجت مانا جاتا ہے۔ اب قادیانی احمدیوں کی قولی شہادت ہے کہ وہ خدا کو ایک مانتے ہیں، محمد صلعم کو رسول مانتے ہیں اور قرآن کو خدا کی کتاب مانتے ہیں لیکن یہ اقرار ایسا نہیں جیسا کہ مسلمان انجیل اور مسیح کے بارے میں رکھتے ہیں، یہاں قادیانی احمدیوں کی عملی شہادت پیش ہوتی ہے کہ وہ خدا کو اس طرح ایک مانتے ہیں جس طرح قرآن نے کہا۔ وہ محمد صلعم کو قیامت تک کے لئے شریعت لانے والا مطاع رسول مانتے ہیں اور اپنے تمام تنازعات زیست میں محمد صلعم کو قاضی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ وہ پانچ وقت کی نماز، ایک مہینے کے روزے، نصاب، زکوٰۃ اور قبلہ بیت اللہ سبھی باتیں اسلام کے مسلمہ اصول و احکامات کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ اس طرح قادیانی احمدیوں کے دعوئے اسلام کی تصدیق ان کی قولی اور عملی شہادت سے ہوتی ہے۔

جماعت اسلامی کا ادعا احمدیوں کے بارہ میں

جماعت اسلامی کے بزرگ دوستوں نے کہا کہ قادیانیوں کا یہ دعوئ اسلام صرف ایک دعوےٰ ہی دعوےٰ ہے جو وہ محض دکھاوے کے لئے کرتے ہیں اور ان کی شہادت دل سے نہیں۔ میں نے کہا کہ اس کا بار ثبوت بھی آپ ہی پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب قادیانی احمدی ایک جدید نبوت کو تسلیم کرتے ہیں تو فی الحقیقت وہ مسلمان نہیں کیونکہ نبوت ہی معیار تفریق ہے۔ جب بھی ایک نبی برپا ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے مخاطبوں کو ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں بانٹ دیتا ہے۔ اب اگر وہ نبی سچا ہے تو اس کے ماننے والے عرف عام میں مسلمان ہوں گے اور نہ ماننے والے کافر، لیکن اگر وہ نبی جھوٹا ہے تو وہ اور اس کے پیرو دونوں کافر ہوں گے۔ چونکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ناقل) مدعی نبوت تھے اس لئے وہ اور ان کے پیرو دونوں اقسام میں کسی ایک میں ضرور ہیں۔ اب چونکہ قرآن پاک نبوت کو ختم کرتا ہے لازماً نبوت اسلام پر ایک ایسا اضافہ ہے جس کی سند اسلام میں نہیں لہذا کفر ہے۔

قادیانی استدلال گمراہ کن ہے موجب خروج از اسلام نہیں

میں نے کہا کہ آپ کا یہ اصول درست نہیں۔ . . . . قادیانی احمدی نبوت جدیدہ پر قرآن پاک ہی کی آیات سے استدلال کرتے ہیں اور اس طرح آخری سند اس باب میں بھی وہ قرآن پاک اور سنت رسول ہی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس استدلال پر بنیاد رکھ کر وہ ایک جدید نبی کا برپا ہونا بیان کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا استدلال ہے جو قرآن اور سنت کی تنسیخ پر نہیں بلکہ اسی کے aosesboon پر اٹھایا گیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ استدلال غلط ہو۔ لیکن وہ قرآن اور سنت ہی سے کیا گیا ہے۔ اس لئے ایسا استدلال کرنے والا یقیناً مسلمان ہے چاہے گمراہ ہی سہی۔ اور یہ تو آپ بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ جو بھی قرآن اور سنت کو اپنی روزمرہ زندگی

میں بطور حجت قبول کرلے وہ چاہے اس کی تشریح میں کتنا بھی اختلاف کرے وہ مسلمان ہی رہتا ہے۔

ایک مثال

دیکھئے آپ اس کو ایک مثال سے سمجھ لیں گے۔ اشتراکی یعنی کمیونسٹ ذاتی ملکیت کے قائل نہیں۔ اور اجتماعی ملکیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ غلام احمد پرویز طلوع اسلام والے بھی ذاتی ملکیت کے قائل نہیں، اور اجتماعی ملکیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ چونکہ اشتراکی قرآن پاک کو اس دعوے کے اثبات میں بطور سند نہیں مانتے اور نہ ہی کسی الہیاتی ضابطہ کو تسلیم کرتے ہیں اس لئے وہ مسلمان نہیں کہلائیں گے اس کے برعکس غلام احمد پرویز قرآن پاک کو اس دعوے کے اثبات میں بطور سند تسلیم کرتے ہیں، اس لئے وہ چاہے غلط استدلال ہی کرتے ہوں مسلمان ہی رہیں گے۔

قادیانی اور بہائی

یہی کیفیت کم و بیش بہائیوں اور قادیانیوں کی ہے۔ بہائی چونکہ قرآن کو سند اور حجت نہیں مانتے بلکہ حسین علی نوری کو آخری حجت تسلیم کرتے ہیں اس لئے وہ مسلمان نہیں لیکن قادیانی احمدی قرآن کو آخری حجت مانتے ہیں اس لئے وہ مسلمان ہی رہیں گے۔ خواہ غلط راستہ پر ہوں۔

دکھاوے کا ادعا

پھر یہ کہنا کہ احمدیوں کا دعوئے اسلام صرف دکھاوے کا ہے، اس کی بھی کوئی دلیل آپ کے پاس نہیں۔ اگر یہ دعویٰ صرف دکھاوا ہوتا تو یقیناً منافقت کا اظہار اس میں پایا جاتا۔ لیکن گذشتہ ۷۵ سال اس پر گواہ ہیں کہ احمدیوں کی کوئی تحریر بھی اس دعوئے کے خلاف پیش نہیں کی جا سکی کہ وہ فی الحقیقت قرآن اور سنت کو حجت تسلیم نہیں کرتے۔ اس کے برعکس انہوں نے قرآن کی اشاعت کی ہے اور اس کے تراجم کئی ایک زبانوں میں کئے ہیں اور ان کا شائع کردہ قرآن اہل اسلام کے قرآن سے مختلف نہیں۔ ان کی مساجد کے قبلے بھی مکہ مکرمہ ہی کی طرف ہیں۔ ان کی نمازیں بھی اہل سنت یا اہل تشیع ہی کی نمازوں کے مشابہ ہیں۔ اس لئے دکھاوے کا ادعا قطعی زیادتی اور بہتان ہے۔

حضرت مسیح موعود پر غلط الزامات

انہوں نے کہا کہ میں نے شاید قادیانیوں کی کتابیں نہیں پڑھیں ہیں۔ ان میں کئی ایک خلاف اسلام باتیں درج ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے کہا ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور خاتم النبیین سے افضل ہیں۔ میں نے کہا میں نے احمدیوں کی کتب پڑھی ہیں اور جماعت اسلامی کی کتب بھی زیر مطالعہ رہی اور رہتی ہیں۔ مومن کا طریق ہے کہ وہ سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق نہیں کہہ دیتا۔ آپ نے جو کہا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خاتم النبیین یا خاتم النبیین سے افضل کہا ہے یہ بیان اولاً تو بہتان محض ہے اور اگر آپ کی بات باور بھی کر لی جائے تو یہ بذات خود ایک دوسرے کی تردید کرتی ہے۔ اگر مرزا صاحب اپنے کو خاتم النبیین کہتے ہیں تو پھر وہ کس خاتم النبیین سے افضل ہیں اور اگر وہ کسی خاتم النبیین سے افضل ہیں تو پھر وہ کس کو خاتم النبیین ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ قادیانی احمدی تو امتی نبی کے قائل ہیں پھر وہ مرزا صاحب کو حضرت خاتم الانبیاء سے افضل کس طرح مان سکتے ہیں۔

کلمہ طیبہ ہی مسلمان کی جائے پناہ ہے

یہاں تک پہنچکر گفتگو ختم ہوگئی کیونکہ مجھے جس کام کو سرانجام دینا تھا اس کے لئے علیحدہ ہونا پڑا۔ میں نے انہیں آخری مرتبہ کہا کہ اصول ہمیشہ ایسا ہونا چاہئے جو ہر امتحان پر پورا اترے۔ اب جو اصول آپ نے کسی کے مسلمان ہونے کا وضع کیا ہے اگر وہ درست ہے تو پھر قادیانی احمدی مسلمان ہیں، اور اگر قادیانی احمدی مسلمان ہیں تو پھر آپ کو اس اصول کو تبدیل کر دینا چاہئے کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے آپ انہیں کافر نہیں کہہ سکتے لیکن آپ یہ اصول تبدیل نہیں کر سکتے کیونکہ یہ اصول کلمہ طیبہ اور کلمہ جامع لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے مستنبط کیا گیا ہے۔ اور جب تک کلمہ میں تحریف نہ کی جائے کوئی جائے پناہ آپ کے لئے نہیں۔ اور کلمہ کی تحریف اسلام کا کچھ بھی باقی نہ رہنے دے گی۔ اور جب اسلام ہی نہ رہے گا تو جماعت اسلامی کیسی؟

(بقیہ کالم ۳)

بھی سرسری مطالعہ کر رہا ہوں۔ اسی کا فیض ہے کہ مجھے اسلام کے صحیح خدوخال نظر آئے۔ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ مگر جو کچھ بھی ہوں سب نہیں تو بیشتر اسی کا فیض ہے۔ عمل کی توفیق نہیں لیکن نظری طور پر اسلام کا شیدائی ہوں۔ اگر مجھے کسی کتاب سے دلچسپی ہو سکتی ہے تو اس کا موضوع اسلامیات ہونا ضروری ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ مجھے اپنے طور پر بھی ہدایت فرمائیں اور مشورہ دیتے رہیں کہ میں کن کن کتب کا مطالعہ کرتا رہوں۔ میں پیسہ کا بہترین مصرف کتابوں کی خریداری سمجھتا ہوں۔"

ضرورت رشتہ

دو لڑکوں کے لئے جن میں سے ایک میٹرک پاس ہے اور وہ دو سو روپیہ ماہوار پر ایک مل میں فرش کا کام کرتا ہے عمر ۲۰ سال۔

دوسرا حافظ قرآن ہے تھوڑا لکھ پڑھ سکتا ہے، ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار پر ایک مل میں ملازم ہے۔

لڑکی کے لئے تعلیمیافتہ ہونے کی کوئی شرط نہیں۔

پتہ:- ح ع معرفت دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح مورخہ ۲ مارچ ۱۹۵۵ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۱

خواجہ کمال الدین صاحب کی بلند مرتبہ شخصیت

گونڈہ (یو۔پی۔ انڈیا) سے ایک صاحب سید محمد آفاق اسسٹنٹ ماسٹر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے متعلق اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:-

خواجہ صاحب رح و نیز دیگر حضرات کی کتب کا تحفہ میرے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ بالخصوص خواجہ صاحب کے انگریزی انداز تحریر کا میں انتہائی شیدائی ہوں وہ جس مفکرانہ انداز سے لکھتے ہیں انہیں کا حق ہے، میں نے ایسا انداز نگارش کسی انگریز مفکر میں بھی نہیں دیکھا، ان کا ایک مخصوص انداز ہے جس میں ایک شاندار شکوہ نظر آتا ہے۔ میں نے بارہ تیرہ سال کی عمر میں ان کی ایک تقریر بھی سنی تھی، یہ جلسہ لکھیم پور کھیری میں ۲۳ یا ۱۹۲۴ء میں منعقد ہوا تھا۔ مجھے چونکہ بچپن سے مذہب سے دلچسپی ہے میں سیتاپور سے شرکت جلسہ کی غرض سے گیا تھا۔ اس جلسہ میں ہندوستان بھر کے ہر مکتب خیال سے علماء جمع ہوئے تھے۔ ان کی شخصیت بھی بڑی جاذب تھی جو تھی کہ ہزاروں کے جلسہ میں لوگوں کے مرکز نظر بن جائیں۔ کچھ عرصہ قبل ایک مسلمان نے تحریک خلافت سے متاثر ہو کر وہاں کے انگریز ڈپٹی کمشنر کو قتل کر دیا تھا، چنانچہ انگریز مسلمانوں سے سخت متنفر تھے۔ مگر خواجہ صاحب کی تقریر سننے کے لئے جملہ انگریز حاکمان ضلع آئے تھے جلسہ سے معذرت کر کے انہوں نے انگریزوں کو مخاطب کر کے انگریزی میں تقریر فرمائی تھی، ان کے انداز خطابت میں غیر معمولی خود اعتمادی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا الہام ہو رہا ہے۔ میرے چھوٹے ماموں جان سید رئیس احمد جعفری (مؤلف سیرۃ محمد علی حیات محمد علی جناح وغیرہم) نے کسی مقام پر لکھا ہے کہ وہ ندوہ کے طالب علم تھے، وہاں ایک جلسہ ہوا جس میں خواجہ صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ان کے متعلق متضاد باتیں سنتے سنتے طبیعت میں کچھ بدگمانی سی تھی۔ طالب علمی کا زمانہ اس کمرہ کے دروازہ کو آہستہ سے کھولا جس میں خواجہ صاحب تشریف فرما تھے محض یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ خداوند کریم کے حضور میں وہ بڑے الحاح وزاری کے ساتھ سربسجود ہیں۔ چنانچہ ان کے شکوک اس منظر سے از خود رفع ہو گئے اور دل میں ان کی عظمت جاگزین ہو گئی۔

واقعہ یہ ہے کہ ابھی تک لوگ ان کے مرتبہ بلند کا صحیح اندازہ نہ کر سکے۔ **ان کا شمار تو اکابرین اسلام میں ہونا چاہیئے۔**

کیا آپ ان کی سیرت و حالات کے متعلق کوئی رسالہ فراہم کر سکتے ہیں۔ میں ان کے تفصیلی حالات جاننے کا بے حد متمنی ہوں۔"

جماعت احمدیہ کے متعلق

صاحب موصوف آگے چل کر اسی خط میں جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

" جماعت احمدیہ کا میں تقریباً بیس سال سے غائرانہ